title- INSHAYE MUFEED AAM

Creator - Hameed Ahmad Qidwai

Publisher - Matba Al Nazir Press (Lucknow).

Date - Not Available

Pages - 96.

Subjects - Khutbaat - Hameed Ahmad Qidwai;
Maktoobaat - Hameed Ahmad Qidwai.

مین نظم لکھون جناب تقریر کرین — اخبارون مین روئداد تحریر کرین
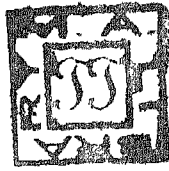
میرے نزدیک اس سے حاصل نہین کچھ — یہ کچھ نہ کرین عمل کی تدبیر کرین

مصنفہ منشی حمید احمد قدوائی سب رجسٹرار ساکن قصبہ آسیون ضلع اناؤ

باہتمام اسحاق علی علوی

مطبع الناظر پریس واقع بلدہ لکھنؤ مین طبع ہوئی
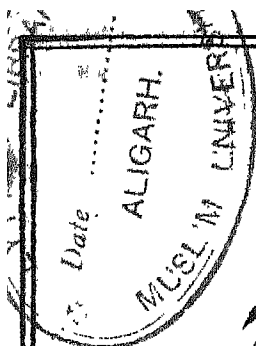
بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

بعد حمد بے پایان خدائے عزوجل۔

مالک الملک لاشریک لہٗ — وحدہٗ لاشریک الّا ہو

قادرا قدرت تو داری بر کمال — انت ربّی انت حسبی ذو الجلال

قادرا قدرت تو داری ہر چہ خواہی آن کنی — مردہ را جان ہم تو بخشی زندہ را بیجان کنی

تیرے الطاف کی کیا بات ہو اے رب جلیل — جس کا دنیا مین نہو کوئی تو ہو اسکا کفیل

کس سے تیری نعمتوں کا ہو بیان — نعمتین تو نے عطا کین بیکران

او نعت بے انتہا حضرت محمد مصطفٰی صلّی اللہ علیہ وسلّم رسول خدا سرار دو جہان کہ

بلغ العلٰی بکمالہٖ ✽ کشف الدجیٰ بجمالہٖ ✽ حسنت جمیع خصالہٖ ✽ صلّوا علیہ و آلہٖ

مدح خوان او ست رب ذو الجلال — من کہ باشم تا بگویم شوکت و شان رسول

محمد مدنی افتخار ارض و سماست — کسیکہ طالب وے ہست تاج بر سر او

محمد سرّ قدرت ہے کوئی رمز اسکا کیا جانے — شریعت مین تو بندہ ہے حقیقت مین خدا جانے

وہ نبیوں میں احمد لقب پانے والا | مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کی کام آنے والا | وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
خطا کار سے درگزر کرنے والا | بد اندیش کے دلمیں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا | قبائل کا شیر و شکر کرنے والا
فقیروں کا ملجا غریبوں کا ماویٰ | یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

سبب تصنیف کتاب انشائی مفید عام تحریر کرتا ہوں :-

بعض ایسے خطوط طالبعلموں کے میرے نام آئے جسمیں القاب ٹھیک نہ آداب صحیح نہ مطلب درست نہ دعا سلام بجا۔ صرف القاب میں ڈیڑھ سطر ہے یا جناب مکرمی ہے۔ آداب کی تو ضرورت ہی باقی نہیں سمجھی جاتی ہے رہا مطلب اُسکا عجیب حال ہے۔ جو دلمیں آیا اُس کو لکھ مارا۔ آزادی کا دور دورہ ہے کسی کی کیا پرواہ ہے۔ مگر درحقیقت حالت یہ ہے کہ نئی زمانہ تربیت کا موقع کم ملتا ہے اور تعلیم میں اخلاق حسنہ کا عنصر زیادہ مد نظر نہیں رکھا جاتا ہے۔ ان وجوہ سے انواع و اقسام کی مشکلات کا سامنا سب کو ہو رہا ہے۔ جب مسلمانوں میں قرآن مجید کی تعلیم مقدم سمجھی گئی یا اخلاق محسنی گلستان کے درس کا رواج تھا۔ استاد عفت، حکمت، شجاعت و عدالت کے سبق شاگردوں کو دیکر شرافت کے جوہر اون میں پیدا کر دیتے تھے جس سے اُنکی زندگی کی منزل گھر کے اندر یا باہر آسانی سے طے ہوتی تھی جہاں حکومت کا قانون انسداد جرائم کے لئے نافذ ہوتا تھا۔ وہاں خدائی قانون پیشتر ہی سے دل و دماغ اور نفس کو قابو میں رکھنے

کے لئے موجود ہوتا تھا جس سے ارتکاب گناہ کا خیال تک آنا محال ہوتا تھا۔ اور وقوع
جرم کی نوبت ہی نہ آسکتی تھی خدا کا خوف ہر وقت رہتا تھا آج بھی ہماری اصلاح کا
حل مذہبی تعلیم ہی میں مضمر ہے۔

دیگر کوئی قانون بجز مذہبی اصول کے اپنا سکہ نہیں جما سکتا ہے قلب انسان کو
اگر کہیں سکون ملتا ہے تو اس جذبۂ محبت باری تعالیٰ میں ملتا ہے جس میں روح انسانی
ایسی خوشی محسوس کرتی ہے کہ اس کا اظہار ناممکن ہوتا ہے دل کا پاک صاف رہنا
معرفت حق کے لئے ضروری ہے۔ مذہبی تعلیم ہی وہ تعلیم ہے جو خدا شناسی حق پرستی
انصاف پسندی۔ باہمی رواداری، ذاتی دیانت اور انسانیت کے طریقے بتلائے

دل

دل نمی گیرد تسلی جز خدا — این چنین افتاد فطرت ز ابتدا

دل جسم انسان میں عجیب و غریب عضو ہے جسکو روح سے خاص تعلق ہے۔ ع

عقل حیران است در ادراک دل

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے۔

چیست دل بحر خیال بے مثال — چیست دل عرش عظیم ذوالجلال
چیست دل سر حلقۂ اسرار جود — چیست دل سر خط قدرت وجود
چیست دل ہم در سفر ہم در وطن — چیست دل ہم تنہا ہم با انجمن
چیست دل ہم داغ ہم مرہم باغ — چیست دل ہم ظلمت ہم شمع چراغ

اسی وجہ سے صوفیائے کرام نے تاکید فرمائی ہے کہ جہان دنیا کے ہزارون منظرون کو انسان دیکھتا رہتا ہو اور جابجا کی سیر کرتا ہو وہان ایک ساعت خدا کی یاد اور دل کی سیاحت و اصلاح بھی کرتا رہے تو خالق و مخلوق کا رشتہ بھی بخوشاسلوبی قایم رہے اور انسان کو دنیا و عاقبت دونون جہان مین کامیابی کی امید ہے۔

سیاحی دل کن کہ دیارے بازین نیست
در یاد خدا باش کہ کارے بازین نیست

جبکہ دل مخزن راز و گنجینۂ نیاز ٹھیرا اور گذرگاہ رب ذوالجلال والاکرام قرار پایا تو اسکی حفاظت و اصلاح کا انتظام عقل انسانی کے سپرد ہوا اور بادشاہ و وزیر کا تعلق قائم کیا گیا۔ تاکہ خیالات دل کا اظہار فوراً براہ راست عام طور پر نہ کیا جائے۔

نہ ہر جوہر کہ پیش آید توان سُفت
نہ ہر چہ بر زبان آید توان گفت

کسی شخص کی موجودگی مین اظہار خیال کا ذریعہ کبھی زبان و حرکات چشم و ابرو کو بنایا، کبھی دست و پا وغیرہ سے کام لیا۔ بحالت دوری و مجبوری تار برقی وائرلیس ٹیلیگرافی اور خط و کتابت کا طریقہ بتلایا یہ سب عطیات خداوندی ہین اور انپر کیا موقوف ہو وہ کارساز حقیقی ایسی ایسی ترکیبین بعض انسانون کو بتلاتا ہو کہ دیگر انسان متحیر ہو جاتے ہین عالم بے بسی شکستہ دلی مین اُسی کا سہارا ہوتا ہے اُسکی ذات و صفات و قدرت کاملہ کی شناخت کا ذریعہ علم ہے۔ ع

"کہ بے علم نتوان خدا را شناخت"

اللہ تعالی علم حاصل کرنے کی ہر انسان کو توفیق عطا فرمائے حصول علم کے

بغیر انسان خود انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا ہی اسی وجہ سے تحصیل علم کی سب سے تاکید کی ہے اسی سے انسان اشرف المخلوقات بنتا ہی۔ علم کا منشا ہر چیز کا جاننا ہے اور چیزیں دنیا میں اسقدر ہیں کہ اُن کے جاننے کے لئے عمر نوح علیہ السلام بھی کفایت نہیں کر سکتی ہی۔ بقول مولانا جامی علیہ الرحمہ ۔ ع کہ "علم آمد فراوان عمر کوتاہ"

اسی وجہ سے اسلام نے علم الادیان و علم الابدان کو مقدم رکھا۔ اور بعد ازاں کسب معاش کے ہنر سیکھنے کی تاکید کی۔ تاکہ نظام عالم اور اپنی ہستی قایم رکھتے ہوئے انسان معراج کمال کو پہونچے۔ لیکن آج بعض انسانوں کی جدت طرازی قابل غور ہے۔ تیرہ سو سال سے زائد عرصہ جس تعلیم اسلامی پر گذر گیا اور جسکے آج بھی اپنے پرائے مداح ہیں۔ اُس کو پس پشت ڈال کر وہ نئی نئی باتوں اور نئے نئے اصول کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ معاذ اللہ قرآن شریف کی تعلیم خداوندی اور ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اب وہ سب نیا نیا چاہتے ہیں۔

ہر گھڑی یار نیا پیار نیا دھیان نیا	روز کاشانۂ خاطر میں ہے مہمان نیا

ایک طرف تو وہ طبیعتیں ہیں کہ اُم الکتاب یعنی خدا کا کلام ہاں کر بار بار یہ اشعار زبان پر لاتی ہیں اور اسقدر بے چین ہوتی ہیں کہ عالم وجد میں بتیابانہ حقیقت کا اظہار کرتی ہیں اور یہ کہتے نہیں تھکتی ہیں۔

خدا دارم دل بریان ز عشق مصطفیٰ دارم	ندارد ہیچ کافر ساز و سامانے کہ من دارم
ز جبریل امین قرآن بہ پیغامے نمی خواہم	ہمہ گفتار معشوق است قرآنے کہ من دارم

دل نیارامد بجز گفتار یار   گرچہ پیش دیدہ باشد نگار

اور صحیح اور وسیع اُس تعلیم اسلامی پر عامل بھی رہتی ہیں۔ دوسری طرف ایسی طبائع ہیں کہ محض مادی ترقی کو دیکھ کر اسقدر حیران و ششدر ہو رہی ہیں کہ ہوش و حواس گم کرکے ایسی نادر کتاب کلام مجید کے مضامین کو اپنے کاشانہ دل میں رکھنے کے بجائے اُس فرقان حمید کو عمدہ جزدان میں باندھکر اور نقشی رحل سے خوبصورتی دوبالا کرکے اپنے مکان کے بالاخانہ کے صاف طاق نسیان پر رکھ کر بھول گئی ہیں۔ اور تعلیم قرآن۔ تعلیم حدیث۔ تعلیم طب اور تعلیم صنعت حرفت کا خیال نہ کرکے اپنی غفلت شعاری سے گم کردہ راہ نظر آتی ہیں۔

اس میں فرق کر دیکھ کر [illegible] صحابہ عالمان باعمل اپنے قدیم اسلامی مسلک ہی پر چلنے کو ہماری عقدہ کشائی کی سبیل بتلا رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ جو اسلامی نظام درہم برہم ہو گیا ہے اُسکی شیرازہ بندی قرآن شریف کی تعلیم ہی کر سکتی ہے۔ اخلاق کی اصلاح احادیث نبوی سے ہو سکتی ہے۔ اور فقہ ہماری روزمرہ کی ضروریات و مشکلات کا حل ممکن ہے۔ دینی تعلیم میں آج بھی قرآن شریف۔ احادیث و فقہ کی موجودگی خاص اہمیت رکھتی ہے اور دنیوی لحاظ سے قابل توجہ ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نمونہ اور انبیاء کرام و سلف صالحین کے کارنامے نظر کے سامنے رکھنے سے اور اُن کے مطابق عمل کرنے سے انشاءاللہ دین و دنیا کی ترقی کی راہ آج بھی [illegible] دور ہو سکتی ہے جن سے ہمارے

سب کام دنیا و عقبیٰ کے سنور سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی اصول اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پڑھنے لکھنے کی تاکید حکم خدا سے بسم اللہ کیا تھ[?] ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے برگزیدہ نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل کے ذریعے سورۃ العلق کی تعلیم دلائی ـــ اقرأ باسم ربک الذی خلق ۔ خلق الانسان من علق ۔ اقرأ و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علّم الانسان ما لم یعلم ـــــــــــ یعنی پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے۔ پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے تعلیم دی قلم سے کہ سکھایا انسان کو جو وہ جانتا نہ تھا۔ اور ہم کو حضور کی امت میں پیدا کر کے اسی طرح پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی جس سے رسم بسم اللہ مسلمانوں میں قائم ہوئی اور آج بھی قائم ہے۔

جب طالب علم پڑھنا لکھنا سیکھ لیتا ہے اور کچھ عمر طالب علمی کی گزار کر اپنے والدین یا رشتہ داروں بزرگوں اور عزیزوں سے جدا ہو کر تعلقات قائم رکھنا چاہتا ہے تو اس وقت اسے خط و کتابت کی ضرورت بحالت دوری مجبوری پیش آتی ہے اور پڑھنے لکھنے کی عادت نہ ہونے سے بڑی دشواری تمام کاروبار میں معلوم ہوتی ہے۔

انہیں خیالات کی بنا پر خط نویسی کا طریقہ اور چند نمونے خطوط بنا کر طالب علموں کے لکھنے کی نوبت آئی تاکہ سکول کے طلبا پڑھے لکھوں کو خط و کتابت کا طریقہ بتلا کر ان کے لئے

آسانی کی شکل پیدا کیجائے۔

یہ امر بعید نہین ہے کہ بعض طالبعلمون کے لئے یہ کتاب انشاء مفید اور کارآمد ثابت ہو اور وہ بھی دعائے خیر سے اس عاصی کو محروم نہ رکھین۔ ارباب دانش سے بجائے نکتہ چینی کے اصلاح کا خواستگار ہون۔

خطوط پڑھنے کی مشق کرنیکا تو آسان طریقہ یہ ہی کہ مختلف قسم کے رسم خط کے خطوط جمع کرکے اُن کو خود غور سے پڑھا جائے اور اُستاد سے امداد لیجائے۔ اس طرح چند ہی روز مین انشاء اللہ خط پڑھنا آجائے گا۔

اب رہا خط لکھنا یہ کام آجکل اسقدر سہل نہین ہی جیسا کہ خیال کیا جاتا ہی جبکہ بعض وقت ایک معمولی خط بڑی سے بڑی عدالت مین بسلسلۂ شہادت کسی معاملہ مقدمہ مین پیش ہوسکتا ہی اور حاکم کو خاص رائے بلحاظ موقع و وقت و حالت تحریر قایم کرنا پڑتی ہے۔ اگر کبھی کوئی خط مخالف کے مطلب کا اسکے ہاتھ لگ جاتا ہی تو وہ اُس سے طرح طرح کا فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے۔ وکلا و نکتہ دان تو اُس مین ایسی ایسی تازک خیالی پیدا کرتے ہین کہ فریقین دنگ رہجاتے ہین اور کاتب کے لئے تو پھر اُسکی تردید مرض لاعلاج ہوجاتی ہے۔ جہان تحریر موجود ہے تقریر کون سنتا ہی۔ بس ع "کیلئے بات جہان بات بنائے نہ بنے" لہذا ضروری ہی کہ جب خط لکھنے کا ارادہ کرے تو عمدہ و تنہائی و دوات قلم اور صاف کاغذ بہم پہونچائے اور اطمینان سے بیٹھکر غور کرے کہ کیا کیا امور واقعی تحریر کرنا ہین اور کیا کیا نہین لکھنا منظور ہین۔

اُسکے بعد سوچئے کہ آیا اپنے سے بڑے درجہ والے کو خط لکھنا ہی یا برابر والے کو یا چھوٹے کو مضمون جو لکھنا ہو وہ کس قسم کا ہی اعزّہ کو خط لکھا جارہا ہو یا احباب کو یا کسی ملازم کو، کیا اظہار کرنا ہی۔ کیا اثر ڈالنا ہی اور کیا نتیجہ نکالنا ہی۔ مبتدا کیا ہوگی اور خبر کیا ہوگی۔

✓ بخوبی اظہار خیال کے لیے کبھی کاتب مکتوب الیہ کو حاضر تصوّر کرلیتا ہی اور کبھی غائب جان کر مطلب ادا کرتا ہی۔ خط وکتابت کی اصطلاح میں خط لکھنے والے کو کاتب اور جسکو خط لکھا جاتا ہو اُس کو مکتوب الیہ کہتے ہین۔ خط اس طرح تحریر کرنا چاہیے کہ عبارت کا اثر مثل گفتگو پڑھنے والے پر پڑے۔ اور الخط نصف الملاقات کا لطف آئے۔

(لیکن یہ واضح رہے کہ بہ نسبت بات چیت کے تحریر میں زیادہ احتیاط مدنظر رکھی جاتی ہے۔ کیونکہ زبانی گفتگو کے الفاظ سامع کو کچھ یاد رہتے ہین اور کچھ بھول جاتے ہین اُسکے برعکس تحریر بجنسہٖ ہمیشہ محفوظ رہ سکتی ہے۔ اور موقع بے موقع دوستی و دشمنی دونون صورتون مین استعمال کیجا سکتی ہے۔ بعض الفاظ کے مختلف معنی حسب مطلب یقین نکالے جاسکتے ہین جن سے رحمت و زحمت دونون قسم کے مفید و مضر نتیجے برآمد ہوسکتے ہیں) -

مضمون خط مین کبھی خوشی کا اظہار مقصود ہوتا ہی کبھی رنج کا بیان کرنا پڑتا ہے اگر کسی وقت دوسرے کا غم و الم سُن کر تسلّی و تشفی دیجاتی ہے تو کسی وقت کسی بیجا بات پر ناراضگی کا اظہار کیا جاتا ہی۔

کسی وقت تجارت وغیرہ کی ترغیب اصلاح مدنظر ہوتی ہے تو کسی موقع پر کار خانہ کے

نقصانات دکھلا کر اُسے شکست کر کے دیگر مشاغل کے مفاد بتلائے جاتے ہین۔ کسی سے محبت قایم رکھنے کو کہا جاتا ہو اور کسی سے اجتناب کرنے کی تاکید کیجاتی ہے۔

فی زمانہ جبکہ ذرایع آمدورفت اسقدر زیادہ اور سہل ہوگئے ہین کہ انسان بجائے پیدل چلنے کے اُڑا اُڑا پھرتا ہو اور اُسکی پرواز محدود بھی نہین ہو بلکہ جہان کہین وہ اپنے نیک و مستقل ارادہ سے جانا چاہے پہونچ سکتا ہے۔ ایک عزیز یا دوست یا ملازم کی دوری ایک دوسرے سے ہوجانا ہر وقت ممکنات سے ہے اور اس زمانۂ جُدائی مین خط و کتابت ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے کافی طور پر بخوبی فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے۔ گورنمنٹ عالیہ نے ڈاکخانہ جات، ریل، ہوائی جہاز، تار، لاسلکی تار سلسلۂ نامہ و پیام کی ترسیل کے لئے قایم کر کے بڑا احسان کیا ہو جنکی بدولت آن کی آن مین انسان نزدیک و دور رہکر اپنا کام بخوبی انجام دے سکتا ہو اور ایک دوسرے سے باخبر رہ سکتا ہے۔

خط مین بالعموم چار حصّے ہوتے ہین۔ " القاب۔ آداب۔ مضمون۔ دُعا۔

(۱) القاب۔ خط کا وہ ابتدائی حصّہ ہوتا ہے جسمین مکتوب الیہ کے مرتبہ کا اظہار کیا جاتا ہے یا اُس کا رشتہ بتلایا جاتا ہے۔

(۲) آداب۔ خط کا وہ جُزو ہے جس سے کاتب کے دل مین جو تعظیم و تکریم، محبت و الفت مکتوب الیہ کی ہوتی ہے اُسکا اظہار ہوتا ہے۔

(۳) مضمون۔ وہ عبارت کہلاتی ہے جو کاتب کا اصل منشا و مطلب بتاتی ہے۔

(۴) دُعا۔ وہ آخری فقرات ہوتے ہین جنسے مکتوب الیہ کی طلب خیر و سلامتی مقصود ہوتی ہے

خطوط

از لکھنؤ محلہ خضر تگنج
یکم اکتوبر سنہ ۳۶ء

برخوردار سعادت آثار مجید احمد سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد دعائے درازیٔ عمر و ترقی علم و دارین واضح ہو کہ تم آجکل بفضلہ طالبعلم ہو اس زمانہ طالبعلمی کو غنیمت شمار کرو اور ضروری باتوں کے جاننے کی شب و روز کوشش کرتے رہو لیکن تندرستی کو مقدم سمجھتے رہو۔ غالباً تم کو اس کا علم ہو گیا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اور جانوروں پر انسان ناطق بنا کر فوقیت دی ہے۔ پھر علم اور عقل سے آراستہ کر کے اس کو دنیائے ناپائدار میں اُسے ایسی زندگی بسر کرنے کی تاکید فرمائی ہے کہ دنیا و آخرت دونوں جہان کا کام انجام دے اور الدنیا مزرعۃ الآخرہ کی صداقت ثابت کر دے۔ انسان کو اول سابقہ مختلف لوگوں سے بات کرنے کا پڑتا ہے پس عقل کی رہنمائی میں گفتگو کرنا ہر آدمی کا فرض ہے۔

زبان کا استعمال سب سے زیادہ دشوار ہے۔ اسی واسطے زبان کو اس وجہ سے دانتوں اور لبوں کے اندر مقید کر کے رکھا ہے کہ کان سے کوئی بات سنتے ہی یکایک بغیر سوچے سمجھے فوراً کچھ کہہ نہ بیٹھو۔ تولو۔ پھر بولو۔ تاکہ تمہاری بات جو سنے خوش ہو۔

زبان ذکر خدا اور مطلب کی ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اس کے اچھے برے استعمال پر دنیاوی زندگی کی اچھائی اور برائی کا بہت بڑا دارومدار ہے۔

اچھی بات سے باہم محبت بڑھتی ہے۔ بری بات سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ یہ کبھی اپنی تلخ کلامی سے بھائی کو بھائی سے لڑاتی اور تلوار سے زیادہ زخم کاری لگاتی ہے کبھی اپنی شیریں کلامی سے دشمنوں کو دوست بناتی ہے اپنی عاجزی و فروتنی کا اظہار کرکے زخم لاعلاج کا اندمال کرتی ہے اور صلح و آشتی سے خدا کو خوش کرتی ہے اسکا خاص خیال ہمیشہ رکھو۔

آنچہ زخم زبان کند با مرد　　　زخم شمشیر جانستان نکند

دنیا میں بڑے بڑے کام اسکے صحیح استعمال ہی سے ہوتے ہیں۔ لڑائی میں یہ سپاہی کو سختی اور ہمت دلاتی ہے۔ صلح میں محبت کا اظہار کرتی ترقی کی باتیں سمجھاتی ہے۔ اس سے باوجود احتیاط و ہوشیاری کے کام لینا بہت دشوار ہے اسی وجہ سے کاملین نے خاموشی کو ترجیح دی ہے۔ خاموشی ہیبت کو ترقی بخشتی ہے اور بات کرنے سے آسان ہے۔

ترا خاموشی اے خداوند ہوش　　　وقار است و نااہل را پردہ پوش
نہ گفتہ ندارد کسے با تو کار　　　ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

کہتے ہیں کہ حکیم غورس کو ایک روز کسی نے گالی دی۔ کچھ نہ بولا۔ ایک دوست نے اس سے کہا۔ جواب کیوں نہیں دیا تو کہا "کبوتر کوے کی بولی نہیں بول سکتا ہے" لیکن یہ یاد رہے کہ بعض موقع پر نہ بولنا بھی نقصان کا باعث ہوتا ہے اور بے حمیت بنا دیتا ہے۔

بیجا فضول گوئی سے ہے مقصد سکوت　　معقول بات ذہن میں آئے تو چپ نہ رہ

بیجا خوشامد کا آلہ زبان کو بنانا ناروا ہے۔ ع " جائے گل گل باش و جائے خار خار "
بلحاظ موقع و محل سچائی اور صفائی سے معقول بات کا اظہار کر دینا سعدی علیہ الرحمہ نے
بھی مناسب بتلایا ہے۔

دو چیز تیرۂ عقل است دم فرو بستن　　بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

دوسرا کام سلسلۂ حواس خمسہ میں چکھنے کا دیتی ہے۔ کہ کون چیز چٹپٹی ہے، یا
کڑوی۔ اور کون شے کھٹی یا نمکین یا پھیکی ہے اور کون میٹھی مزیدار ہے۔ غرض کہ اچھے
بُرے مزے کا امتیاز زبان ہی بتاتی ہے۔ لیکن اگر اسکی زیادہ خاطر مزیدار چیزوں سے
کی اور اچھے اچھے کھانے مزے مزے کی مٹھائیاں طرح طرح کے پھل۔ قسم قسم کے شربت
عمدہ عمدہ مربّے۔ اچھی اچھی چٹنیاں اسے چکھانا شروع کر کے ان چیزوں کا اسکو عادی
بنا دیا تو پھر بغیر انسان کو پریشانی میں مبتلا کئے نہیں مانتی ہے۔ کبھی اس کو مفلس بنا کر
در بدر پھراتی ہے کبھی اُسے بیماری میں مبتلا کر کے چارپائی پر گرا دیتی ہے بعض اوقات اپنے
مزے کے لئے آدمی کو دغا بازی، بے ایمانی میں پھنسا کر بیجا حصول زر کا گُر سکھاتی ہے
کسی وقت دوسروں سے اپنے فائدہ کے لئے لڑا کر گلا کٹواتی ہے تم کو چاہئے کہ تم ہمیشہ
اس سے ہوشیار رہو اور بھلائی کے کام لو۔ والدین اُستاد یا اُن کے ہم رتبہ بزرگوں سے
ادب سے بات کرو۔

ادب تاجیست از لطف الٰہی　　بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

جسقدر دریافت کرین اُسی قدر جواب دو۔ حق کی حمایت کرو۔ جھوٹ ہرگز مت بولو

راستی موجب رضائے خداست	کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

اُستاد جو بتائین اُسے غور سے سنو اور یاد رکھو۔ موقع ہو تو لکھ لو اور فرصت مین یاد کر لو۔ اور جب کبھی تمھارے اُستاد اُن باتون کی نسبت تم سے سوال کرین تو اُن کا بقدر ضرورت جواب دو۔ اچھے طالبعلمون کا یہی طریقہ ہو کہ جو مفید بات سنی اُسکو لکھ لیا اور ذہن نشین کر لیا اس مقولہ سے فائدہ اُٹھاتے رہو کہ "علم در سینہ نہ در سفینہ" اور جو عمدہ اصول زندگی معلوم ہون اُنپر عمل کرتے رہو۔ علم حاصل کیا اور اچھی باتونپر عمل نہ کیا تو سب محنت بیکار جاتی ہے۔ اور تضیع اوقات اور روپیہ کا افسوس ہوتا ہے۔

علم چندانکہ بیشتر خوانی	چون عمل در تو نیست نادانی

بے عمل طالب علم تو طالب علم ہی ہے۔ عالم و فاضل تک کی عزت بغیر عمل نہین ہوتی ہے۔

لذت ایمان فزاید از عمل	مردہ آن ایمان کہ نا ید در عمل

اسکا خیال رہے کہ معمولاً جو بات کرو آہستہ کرو۔ بخصوص اگر کسی مخالف کا ذکر ہو تو زیادہ احتیاط لازمی سمجھو شاید کوئی شخص تمہاری گفتگو سن کر اُس تک پہونچا دے اور دشمنی کی آگ بھڑکا دے۔ "دیوار گوش دارد فہمیدہ لب بجنبان"

بات کرتے وقت ہاتھ پیر مت ہلاؤ۔ نہ آنکھ اور انگلی کے اشارہ سے مطلب ادا کرنے کی کوشش کرو۔

بادشاہ اور حاکم سے گفتگو کرنے مین اُن کے مراتب کا خیال رکھو۔ اگر کوئی صلاح و مشورہ چاہین تو حتی الوسع نیک مشورہ دو۔

ہر کہ شاہ آن کند کہ او گوید　　　حیف باشد کہ جز نکو گوید

حکام رس اصحاب سے کم ملو۔ اور کم بات کرو تاکہ خطرات سے محفوظ رہو۔ باہم احباب و دیگر اصحاب سے شیرین کلامی سے گفتگو کرو۔ "سویٹ ورڈس کاسٹ نتھنگ"

"Sweet words cost Nothing"

اپنے چھوٹون سے مہربانی اور شفقت کیساتھ بات چیت کرو۔ جو باتین تمہاری دانست مین عمدہ ہون اور وہ نہ جانتے ہون یا تم سے اُنکی نسبت دریافت کرین تو اُن کو آہستگی و نرمی سے بتا دو تاکہ آئندہ بھی اپنے علم کو وسیع کرنے کے خیال سے وہ مشکل باتون کو تمہاری امداد سے حل کرتے رہین۔

نوعمر بچون، اور کم عقل عورتون سے اپنے راز کا اظہار مت کرو۔ بشرط ضرورت دانشمند۔ تجربہ کار اور دور اندیش اصحاب سے مشورہ کرکے اپنے فرایض کو انجام دیتے رہو تاکہ نیکنام و فائز المرام رہو۔ دوسرون کا مشورہ غور سے سنو اور سابقہ عمل در آمد کو دیکھو۔ پھر غور کرکے اپنا کام کرو۔ اور نتیجہ کو خدا پر چھوڑ دو۔

صبح و شام تسبیح و تحمید کا خاص خیال رکھو۔ فرایض مذہبی سے غافل مت ہو۔

زبان پر رہے ذکر خالق مدام　　　اُسی سے ہو مطلب اُسی سے ہو کام

زبان تا بود در دہان جائے گیر　　　ثنائے محمد بود دلپذیر

قرآن کو پڑھو تو خدا سے کلام ہو　　دیکھو اگر حدیث نبیؐ شاد کام ہو

زندگی بغیر طاعت خدا بالآخر شرمندگی کا باعث ہوتی ہے۔ بغیر تائید غیبی عاہی کشتیٔ عمر بخوبی پار نہیں ہو سکتی ہے۔ ہم دنیا مین بے خوف و خطر رہ کر اپنا فرض خدا ہی کے بھروسہ پر انجام دے سکتے ہین۔ اور رسولؐ کے طریقہ پر چل کر کامیاب ہو سکتے ہین۔ تم اگر ان سب امور کا خیال رکھکر کام کروگے تو انشاء اللہ تعالیٰ تمھاری زندگی لطف سے گذرے گی اور عاقبت بھی درست رہے گی۔

صبح کو بالعموم تلاوت کلام مجید (باترجمہ و تفسیر) حسبقدر آسانی کر سکو کرتے رہو۔ دیگر بچون کو دعا۔

حمید احمد

(۲)

از آسیون ضلع اناؤ
۳۰ اکتوبر ۱۹۲۲ء

جناب قبلہ دو جہان ادام ظلکم

بعد ادائے آداب و آرزوئے حصول قدمبوسی معروض خدمت فیضدرجت ہو نکہ افتخار نامہ فیض شمامہ عین حالت انتظار مین صادر ہو کر کاشف حالات ہوا۔ یہ خوب ہوا کہ جناب نے مجھے بات کرنے کا طریقہ بتلا دیا۔ اور زبان کے استعمال مین ہمیشہ احتیاط مد نظر رکھنے کی تاکید فرمائی۔

کمترین نے گرامی نامہ کے مضمون کو بار بار غور سے پڑھا اور سمجھا مجھے اب

اب معلوم ہوا کہ بعض لڑکون مین جھگڑا ہو جانے۔ بھائی بہن مین بگاڑ رہنے۔ مقدمات زیادہ دائر ہونے۔ بڑے بڑے بلوے اور ہنگامے ہو جانے۔ ہمارے بیمار پڑجانے اور اسراف مین مبتلا ہو جانے کا اصلی باعث یہ ہماری زبان ہی ہے اسپر مین نے مزید غور کرنا شروع کیا تو واقعی مختلف اصحاب کو اس زبان سے عجیب کام لیتے ہوئے دیکھا۔

والدین اسی سے اپنی اولاد کو محبت کے لہجے مین سمجھاتے اور بعض وقت خفا ہوتے ہین۔ استاد اس سے اپنے شاگرد کو کبھی وقت مطالب درس سمجھاتے اور کسی وقت بفعل فعال سے باز رکھنے کے لئے ڈانٹتے ہین۔ جاہل لڑکے اس سے یہان تک گالی گلوچ بکتے اور آپس مین جھگڑتے ہین کہ معمولی بات باہمی رنجش و دشمنی کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور لڑکون سے گذر کر بڑون تک لڑائی جھگڑے کی نوبت پہنچتی ہے۔ اکثر مقدمات بھی اس زبان کے بیجا استعمال اور عہد شکنی کی بدولت دائر ہوتے ہین یہی وہ عضو ہے جو مریدار چیزین تو شوق سے چکھتا ہے مگر وہ اسی مفید شئے اگر کڑوی یا بدذائقہ ہوئی تو اس سے جان چراتا ہے۔ بعض اوقات تو زبان مریض کو مجبور کرتی ہے کہ وہ حکیم و ڈاکٹر کے خلاف منشا اصل دوا کو پھینک ہی دیتا ہے اور تمام دیگر اعضا کو عرصہ تک مبتلائے مصیبت رکھتا ہے۔ بعض اس کو عبادت الہی و شکر ایزدی ادا کرنیکے کام مین لاتے ہین،

مجھے جناب کے والا نامہ سے بہت فائدہ ہوا اب دوسرے جو مجھ سے بات کرتے ہین اور مین ان کو جواب دیتا ہون تو وہ مجھ سے خوش ہوتے ہین۔ میرے استاد مجھے تندرست

اور ہر دلعزیز دیکھکر متعجب ہوئے۔ اور مجھ سے اس تغیر کا سبب دریافت کیا تو مین نے سچ سچ عرض کیا کہ مجھے اب نئی زبان کا استعمال آگیا ہی اسی وجہ سے نہ اب مین بیمار ہوتا ہون نہ درجہ مین کسی سے بحث کرتا ہون نہ گھر مین فساد برپا ہوتا ہے نہ لڑائی ہوتی ہے غرضکہ گھر پر اور باہر دونون جگہ اب مجھے آرام ملتا ہے اور اپنے کام سے کام رہتا ہی اگر چھوٹون سے پیار سے کسی کام کے لیئے کہتا ہون تو وہ فوراً تعمیل کرتے ہین اور بڑون سے ادب کیساتھ کوئی معقول بات عرض کرتا ہون تو وہ مہربانی سے سنتے ہین اور اکثر میری بات مانتے ہین کوئی برائی کی بات یا غیبت کرنا تو مین نے بالکل ہی ترک کر دیا ہے۔

ایک روز ایک طالبعلم کے متعلق جو مجھ سے ناراض رہتا تھا۔ اسکے دشمن نے جب تنہائی مین مجھ سے اُسکی برائیان بیان کین تو مین نے اُسکے کہنے کو عدم توجہی سے سنا اور پھر اُس سے صاف صاف اظہار کر دیا کہ غیبت مسلمان کی کرنا یا سننا دونون ناجائز ہین مین کسی کی برائی اُسکی غیر موجودگی مین سن کر مبتلائے معصیت نہین ہونا چاہتا۔ میرے ساتھ تو اُسکا برتاؤ اچھا ہے تمھارا معاملہ تم جانو اور وہ میری اس گفتگو کو اُس طالب علم نے جو مجھ سے کسی قدر ناراض رہتا تھا سنا اور مجھ سے خوش ہوکر اچھی طرح سے ملنے جلنے لگا بلکہ بعض کامون مین مجھے امداد دی۔ اسپر مین نے خدا کا شکر ادا کیا۔

یہان مجھے ایک خاص دقت ہی جسکا حل بھی جناب ہی فرما سکتے ہین مکان پر جناب عمو صاحب کے احباب اکثر جمع رہتے ہین اور بعض دن دعوت بھی ہوتی ہے چونکہ

مجھے آداب تناول طعام بخوبی نہین معلوم ہین اسوجہ سے جناب ممدوح کے ساتھ دسترخوان پر شرکت طعام ہونے مین تکلف ہوتا ہے۔

جناب سے جسقدر جلد ممکن ہو۔ کھانا کھانے کے آداب سے مطلع فرمائین تاکہ بصورت شرکت آئندہ مجھ سے کوئی ایسی بات نہو جو قابل اعتراض تصور کیجائے اور مجھے اپنی غفلت اور عدم واقفیت کی وجہ سے شرمندہ ہونا پڑے۔

احقر مجید احمد

(۱۳)

از جھانسی — قرۃ العین روح کی راحت دل کے چین طول عمرہ

بعد دعائے درازی حیات و ترقی درجات مطالعہ کرو کہ تمھاری تحریر سے دل مسرور ہوا۔ تم نے میری تحریر پر عمل کرنا شروع کردیا۔ خوب کیا۔ آئندہ جن امور کی نسبت مین تم کو لکھوں اُن کا اُسی طرح خیال رکھنا۔ تمھارے لئے انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔

تم کھانا کھانے کے طریقہ آداب دریافت کرتے ہو۔ یہ ایک ایسی بات تھی جو تم اس سے قبل مجھ سے مکان پر دریافت کرسکتے تھے اور مین تم کو بآسانی زبانی ونیز عملاً سمجھا سکتا تھا۔ تم نے اُس موقع پر خیال نہ کیا اور اسبب کاغذ۔ لفافہ۔ ٹکٹ۔ روشنائی اور وقت عزیز کا نقصان کرکے ایسی ضروری بات کو اسقدر عرصہ کے بعد دریافت کیا خیر ع

"عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت است"

اس سے خوشی ہوئی کہ جو بات تم کو معلوم بھی اُس کے جاننے کی

تم نے کوشش تو کی۔

کبھی نہ دریافت کرنے سے توقف بہتر ہے Better late than never

اب ذرا غور سے سنو! جس طرح دیگر چیزوں میں ترقی ہوئی ہے۔ غذا میں بھی تکلفات کا اضافہ ہوا۔

حضرت سرورِ عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل سے ہم کو بہت سے سبق ملتے ہیں۔ حضورِ عالی نے غذا کا استعمال صرف جسم و جان کے قیام تعلقات اور طاقت بدنی کے استحکام کے لیے حسبِ ضرورت اور بعض اوقات شکم سیر ہو کر کھانا تو در کنار فاقہ تک کیا ہے اور فقر و تنگدستی میں صبر و قناعت کی تعلیم دی ہے۔ اور غنا و فراوانی میں سخاوت و شکر گزاری و ادائے فریضہ زکوٰۃ و حج کی ہدایت فرمائی ہے۔

حضرات خلفائے راشدین و دیگر بزرگانِ دین رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل درآمد کر کے دین و دنیا کے کام انجام دیے ہیں۔ اور سب کو میانہ روی اختیار کرنے کی تاکید فرمائی۔ نہ یہ سکھلایا کہ مصیبت میں ہائے ہائے کرو، اور بلا امتیاز حلال و حرام جو پاؤ کھا جاؤ۔ اور نہ یہ بتلایا کہ سامان ہوتے ہوئے نفس کو ہلاکت میں ڈالو، اور حرص و بخل کو دخل دو بلکہ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا کا خیال رکھتے ہوئے حق شناسی و خدا ترسی کو مدنظر رکھنا بہتر قرار دیا۔

لیکن بعض مسلمان خود بعد چندے فتوحات ملکی و مالی حاصل ہونے پر بلحاظ دنیا و عقبیٰ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔

ایک گروہ حظِ نفسانی کے پیچھے پڑ گیا! اور اُس نے حصولِ دنیا کو اپنا شعار بنا لیا۔

اور ایسے ایسے تکلفات ایجاد کیے کہ جنکی فراہمی کا سامان کرنے مین عمر عزیز کا بہت بڑا حصہ صرف ہونیلگا۔ اور انسان مثل دیگر حیوان کے شکم پروری اور حواس خمسہ کی خوشنودی کا ہی کا کام کرتے کرتے دنیا سے رخصت ہونے لگا۔

بعض انسان حرص و بخل کا شکار ہو گئے۔ اور باوجود سامان مہیا ہونے کے بھی خود اُس سے فائدہ نہ حاصل کر سکے۔ دوسرون کی بھلائی کا کام جو بحیثیت اشرف المخلوقات ہونے کے کرلے آئے تھے اُس کو بھول گئے اور سعدی علیہ الرحمہ کو مجبوراً آوازِ بلند یہ فرمانا ضروری معلوم ہوا

مکن نازبرآن ہیچکس کہ ہیچ نہ کرد　　　کہ عمر در سرِ تحصیل مال کرد و نخورد

دوسرے گروہ نے عبادت الٰہی و ریاضت روحی پر اسقدر توجہ فرمائی کہ دنیوی غذا سے گریز کرنا اور صرف روحانی غذا ذکر خدا سے حاصل کرنا اپنا شعار قرار دیا جس کا حصول ہر ایک کیلئے محال تھا۔

اکثر نے گوشہ نشینی اختیار کی اور تارک الدنیا ہو کر قوای جسمانی کو کمزور کر دیا۔ جبکہ پیغمبر آخرالزمان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس مفید طرز زندگی کا خیال نہ تھا جسے "دل بیار دوست بکار" رکھ کر نمونہ دکھا دیا تھا اور ع دین و دنیا بہم آمیز کہ اکسیر بود" کی خاص طور پر تاکید فرمائی تھی۔ حضور اقدس کی عملی حالت کا اندازہ اس شعر سے خوب ہوتا ہے۔

ادھر اللہ سے واصل اُدھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ مین ہے حرف مشدد کا

اگر غذا نہ کھائی جاوے اور شکم خالی ہی رکھا جائے تو ہمارے اعضاء رفتہ رفتہ بالکل بیکار رہ جائیں اور اگر ذکر خدا سے خدانخواستہ غفلت برتی جائے تو خدا و رسولؐ کی نافرمانی کا جُرم ہم پر عائد ہوتا ہے، اور خالق حقیقی کی ناشکرگزاری ہوتی ہے نیز یہ کہ روح کی غذا ذکر ربّ العالمین ہے اور نفس مادّی غذا کا دلدادہ ہے۔ اگر روح اپنی غذا سے محروم رہے اور نفس کو انواع اقسام کی غذائیں حسب پسند دیجائیں تو نفس اپنے غلبہ سے انسان کو مبتلائے معاصی کر دیتا ہے۔ اور اُسکی زندگی "خسر الدنیا والآخرہ" ثابت ہو کر رہتی ہے لہذا ذکر خدا اور مادّی غذا دونوں حیات انسانی کے لئے ضروری ہیں۔ اس سے واقف ہو کر افراط و تفریط کو ترک کرنا اور میانہ روی اختیار کرنا ہمارا فرض ہے۔

پس معینہ اوقات پر بخشوع و خضوع فرض خدا نماز روزہ وغیرہ ادا کیا جائے اور حسب وسعت آمدنی کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی میں اعتدال مدنظر رکھا جائے تو انسب ہے۔ کلوا واشربوا ولا تسرفوا ـ حکم خداوندی ہے۔ اس کا خیال رکھو۔ محنت کے عادی رہو۔ اپنے و نیز دیگر اہل حاجت کے کام خود کرتے رہو۔ اعضاء کو سُست و کاہل مت بناؤ۔

تمھارے عموی صاحب کے یہاں امرا کی آمد و رفت رہتی ہے۔ اور جناب ممدوح میرے بڑے بھائی ہیں۔ جبکہ میں جناب موصوف کا ادب و لحاظ کرتا ہوں تو تم کو تو اور بھی زیادہ بزرگی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کوئی خدمت کرنے کی غرض سے .... یا اور کسی کام کے واسطے جناب

.... برادر معظم کے کمرے مین جانا تو جناب کی بزرگی کا ہمیشہ لحاظ رکھنا
سامنے جاتے وقت فضول ہاتھ پاؤن یا سر کو حرکت نہ دینا اور نہ زور سے بولنا اور نہ قہقہہ
لگانا، نہایت خاموشی اور سنجیدگی سے بیٹھ جانا۔

کھانا کھانے کا وقت ہو تو حتی الامکان بجائے کمرہ ہی مین نہ جانا۔ ہان اگر تمھارے
بھائیون کو اور تم کو طلب فرمائین تو جانے مین کوئی مضایقہ نہین اور اگر خود شرکت طعام
کے لئے فرمائین تو دسترخوان پر شریک طعام ہونے مین بھی کوئی ہرج نہین ہے۔

قبل کھانا شروع کرنے کے دونون ہاتھ دھونا، کلی کرنا، اور ہاتھ منھ تولیہ یا
رومال سے صاف کرکے حسب گنجایش ایک جگہ بیٹھ جانا، جب کھانا چن جائے اور تمھارے
پاس رکھ دیا جائے تو یہ دیکھ لو کہ تمھارے قریب جو دوسرے مہمان موجود ہین اُسکے
سامنے بھی آگیا یا نہین اگر کسی کے سامنے کمی ہے تو ملازم یا دیگر کھانا لانیوالے سے آہستہ
بلاکر تاکید کردو کہ فلان صاحب کے سامنے کھانا پہونچا دو یا فلان چیز لاکر رکھدو، جب سب کے
سامنے کھانا آجائے اور سب کھانا شروع کرین تو تم بھی آہستہ بسم اللہ پڑھکر کھاؤ
جب پیالہ یا تشتری مین کھاؤ اپنے آگے سے اور ایک طرف سے کھاؤ لقمہ چھوٹا لو۔ کل
انگلیون کو شوربہ وغیرہ مین آلودہ نہ ہونے دو۔ زیادہ منھ مت پھیلاؤ اور منہ سے چپ چپ
کی آواز نہ نکلنے دو۔ لقمہ خوب چباکر حلق سے اُتارو۔ اگر کوئی چیز ایسی ہو جو تمھاری سمجھ مین
نہ آوے تو اُسوقت دوسرون سے دریافت کرو جسطرح اور کھائین تم بھی کھاؤ۔ کوئی عمدہ
شے ہے تو اُس کو تم ہی زیادہ مت کھاؤ دوسرون کو بھی کھانے کا موقع دو۔ اگر لقمہ گیا

منھ میں ہڈی یا بال وغیرہ کوئی چیز ایسی چلی جائے جو منہ سے نکالنا ہے تو اس طرح نکال کر علحدہ پھینکو کہ نکالتے یا پھینکتے وقت دوسرون کو اس کا علم نہو۔ زیادہ اُدھر اُدھر مت دیکھو نہ زیادہ بات کرو۔ اور بیجا ہنسو۔ جس چیز کی کمی محسوس کرو آہستہ سے طلب کرو کھانا اگر برتن میں زیادہ بچ گیا ہے تو صرف بعد کھا چکنے کے اور اگر کم رہگیا ہے تو اسکو کھاکر اور برتن کو انگلیون سے صاف کرکے انگلیان چاٹ لو۔ جب سب طعام سے دستکش ہون تو تم بھی اُن کی تقلید کرو۔

دسترخوان پر سب کے ساتھ بیٹھنا اور سب کے ساتھ کھانا ختم کرکے اُٹھنا مناسب ہے۔ دسترخوان کے پاس طشت آجائے تو وہان ورنہ اُٹھ کر اور ایک طرف بیٹھ کر ہاتھ منہ دھونا بہتر ہے۔ ہاتھ دھوتے وقت ناخن کی جڑون کو صاف کرنے کی خاص کوشش کرو۔ اور کلی کرنے سے قبل خلال سے دانتون مین دبی ہوئی جو چیز برآمد ہو اُسے پوشیدہ طور سے ایک طرف علحدہ پھینکدو۔ اور پھر کلی کرتے وقت دانتون کی صفائی کا خیال رکھو۔ آخر مین تولیا یا رومال سے ہاتھ منہ صاف کرکے پان یا الایچی جو پیش ہو لے لو۔ اگر چند منٹ اور بیٹھنے کا موقع ہو تو ٹھہرو۔ ورنہ رخصت ہو۔ ع "نان کہ خوردی خانہ برد" امیر خسرو کے لطیفہ پر عمل کرو۔ جہان تک ممکن ہو آدمی کھانا کسی قدر کم کھائے تا کہ مختلف امراض و تکالیف سے بچتا رہے۔ بقول حضرت فریدالدین عطار رح۔

روز کم خور گرچہ صائم نیستی ۔۔۔۔ پر مخور آخر بہائم نیستی

زیادہ دعا۔ حمید احمد عفی عنہ

(۴)

از اناؤ

جناب قبلۂ کونین و کعبۂ دارین دام ظلکم

بعد ادائے آداب آرزوئے حصول قدمبوسی عرض پرداز ہون کہ گرامی نامہ نے شرف صدور فرمایا اور آداب طعام سے آگاہ کیا۔ مجھے باہر مجمع مین کھانا کھانے مین تکلف ہوتا تھا۔ اُسمین بہت سہولت ہو گئی۔ واقعی تہذیب ہی ایسی شئے ہے جو آدمی کو انسانیت سے ہر کام کے کرنے کا طریقہ بتاتی ہے اور تعلیم یافتہ و جاہل شریف و رذیل، مین امتیاز پیدا کرتی ہے صحیح اصول سے دُنیا مین جو کام کیا جائے وہ ٹھیک اور پسندیدہ ہوتا ہے۔ مجھے اس سے قبل کی اپنی حالت پر غور کرکے افسوس ہوتا ہے۔ واقعی مجھ سے غلطی ہوئی کہ مین نے اسقدر عرصہ کے بعد آنجناب سے یہ باتین دریافت کین طالب علم کے لئے آداب کا جاننا ضروری ہے یہی وہ چیز ہے جو آدمی کو اچھی اور محمود باتون کی طرف بلاتی اور بری حرکات سے منع کرتی ہے۔

دیکھون مین انگریزی مدرسہ مین کیا کیا جان سکتا ہون۔ سچ پوچھئے تو یہان ایسے درس کا پتہ ہی نہین ہے۔ کسی روز جغرافیہ کسی روز ارتھمیٹک کبھی نیچر اسٹڈی تو کبھی ڈرائنگ کے سبق دیے جاتے ہین اور انگریزی اردو، ہندی، فارسی، عربی، سنسکرت اور سائنس پڑھنے کا موقع ملتا ہے۔

غالبًا آئندہ بڑے درجون مین جاکر اس قسم کے مضامین کا درس ملے اگر واقعی آئندہ ایسا ہوگا تو بفضلہ مجھے بڑی سہولت ہوگی۔

مین جسقدر پڑھتا جاتا ہون اور غور کرتا ہون تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی مجھے
بہت کچھ جاننا ہے۔

میری اچکن پہ سیاہی کا داغ دیکھ کر آج ماسٹر صاحب نے صفائی پر تقریر فرمائی
بیشتر لڑکون نے اُسے اپنی اپنی نوٹ بک مین بجنسہ لکھا۔ مین نے صرف بعض خاص باتون کو
نوٹ کیا باقی ذہین غور سے سن کر یاد کر لیا مثل "علم در سینہ نہ در سفینہ" سے بڑی
مدد ملی۔

میرے حافظہ کو دیکھ کر اُستاد بہت خوش ہوئے۔ اور دوسرے لڑکون کو میری
طرح کام کرنے کی ہدایت فرمائی۔ مین نے خدا کا شکر ادا کیا۔ آنجناب مجھے ایسی باتین
جنکو مین نہ جانتا ہون اور میرے لیے اُن کا جاننا ضروری ہو ارقام فرماتے رہین تو
بہتر ہو تاکہ اپنے درجہ کے لڑکون کے سامنے مین بالکل نادان نہ ثابت ہون "علم شئے
از جہل شئے" واقعی درست ہے۔

آجکل امتحان ششماہی کی تیاری مین مصروف ہون صرف شام کو بعد نماز عصر
تفریح کرنے باغ جاتا ہون اور قبل نماز مغرب واپس آکر اپنے احاطہ کی مسجد مین فریضہ
نماز ادا کرتا ہون۔

اب بفضلہ میری تندرستی اچھی ہے۔ گو طحال نے مجھے بہت نقصان پہونچایا۔ حقیقتاً
"تندرستی ہزار نعمت است"۔

کمترین مجید احمد

(۵)

از بستی

برادر عزیز القدر گرامی نفش طولعمرہ

بعد دعوات مزید حیات بمطالعہ گرد کہ تم نے تحریر کیا ہے کہ نور چشم مجید احمد سلمہ کو تو صفائی پر لیکچر سُن لینے کا اسکول مین موقع ملگیا۔ مگر تم اسکے متعلق معلومات حاصل کرنیکے متمنی ہو۔ لہٰذا بلحاظ تمھاری عدم واقفیت کے تم کو مطلع کر دینا مناسب سمجھتا ہون۔

صفائی سے بعض صاحبان صفائی جسم، بعض صفائی جامہ، بعض صفائی مکان، بعض صفائی معاملہ اور بعض صفائی قلب مراد لیتے ہین۔ لیکن در اصل محض ایک شے کی صفائی سے انسان جو اشرف المخلوقات ہونیکا دعویٰ کرتا ہے بری الذمہ نہین ہو سکتا ہے۔

فی زمانا صفائی کی دو ہی قسمین کر رکھی ہین۔ صفائی ظاہری و صفائی باطنی سمین سے ظاہر کا تو اکثر اصحاب کو خیال رہتا ہے لیکن باطن کا لحاظ بہت کم رکھا جاتا ہے حالانکہ دونون نہایت ضروری ہین بغیر ظاہری و باطنی صفائی کے دلی مسرت و اطمینان قلب کا حصول ناممکن ہے۔ صفائی ظاہری و باطنی کی کیفیت بطور اختصار درج ذیل ہے:-

صفائی جسم مین ہاتھ پاؤن اور گردن سے سر تک کے ان کل اعضا کو صاف رکھنا زیادہ ضروری ہے جو ہر وقت کھلے رہتے ہین خاصکر ناخن ناک، کان، اور دانت کی صفائی لازمی ہے۔ اسیطرح سے غسل کرتے وقت ناپاکی دور کرنیکے بعد سارے بدن کا تر کرنا غرارہ کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا اور سب کا صاف کرنا فرض ہے وضو اور دہن مین مسواک کرنا مسنون ہے۔

پیشاب پاخانہ کے بعد استنجا کرنا چاہیے۔ بدن کو ہمیشہ نجاست سے پاک و صاف رکھنا،
اور پنجوقتہ نماز کی پابندی اور نماز و وضو جسمانی صفائی کی ضامن ہے۔

صفائی جامہ میں ٹوپی۔ کپڑے۔ جوتے سب ہی کا صاف رکھنا مناسب ہے۔ یہ نہیں کہ
پاجامہ اور اچکن صاف ہیں لیکن ٹوپی میلی ہے۔ کالر موزہ وغیرہ صاف ہیں مگر جوتہ پھٹا
ہوا ہے۔ کپڑوں کو بلحاظ صفائی و پاکیزگی دھبوں اور چھینٹوں سے بچانا مناسب ہے
لباس کی صفائی دوسروں پر اچھا اثر ڈالتی ہے اور میلا پن نفرت پیدا کرتا ہے۔ کپڑا
خواہ موٹا اور کم قیمت ہو۔ مگر صاف اور بدن چھپانے والا ہونا چاہیے۔

صفائی مکان میں صرف سفیدی کرا دینا کافی نہیں ہے بلکہ روزمرہ اس کو
صاف کرانا بھی ضروری ہے۔ جالا دور کرنا۔ کوڑا کرکٹ ہٹانا، برتن مناسب مقام پر
پہنچوانا، نابدان کی صفائی کرانا جہاں برتن مانجے جاتے ہوں وہاں صفائی رکھنا دیوار
کرسی لیمپ اور ہوا کی صفائی کا خیال رکھنا سب صفائی مکان میں داخل ہے۔

صفائی ہوا کے خیال سے کبھی کبھی مکان میں گندھک اور لوبان سلگوانا مفید ہے

معاملہ کی صفائی یہ ہے کہ جس سے جو وعدہ کرو سمجھ بوجھ کر کرو اور اسے پورا کرو ایفائے
وعدہ کی اسلام میں بہت تاکید ہے وعدہ وفا کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ قرض مت لو۔ اور
اگر لینا پڑے تو ایسا کرو کہ وعدہ پر اس کو ادا کر دو۔ گھر کے اندر اور باہر میانہ روی اختیار کرو
تاکہ اخراجات بڑھنے نہ پائیں قرضہ لینے کی ضرورت نہ ہو۔ "خرچ باندازۂ دخل کن" خرچ کو
آمدنی سے ہرگز نہ بڑھنے دو۔ کوئی دنیاوی کاروبار بغیر کفایت کے نہیں چل سکتا ہے مثل

مشہور ہی۔ "لاکھ جائے مگر ساکھ نہ جائے" بات کی صفائی ہی سے کام جاری رہ سکتا ہے اعتدال ہر کام مین مدنظر رکھنا ترقی کا باعث ہوتا ہی اور صفائی سے معاملات بخوش اسلوبی چل سکتے ہین۔

صفائی قلب۔ مدعا ہی کہ خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر بُرے خیالات اور خراب جذبات کو دلمین جگہ ہی نہ دو۔ حسد۔ بغض۔ عداوت۔ کینہ اور کدورت اُس دل مین نہ رہنا چاہیئے جو گذرگاہ رب جلیل ہے اور خدا کی یاد جسکا کام ہے۔ "دست بکار و دل بیار" پر عمل رہے۔ صفائی باطنی اسی کا نام ہی کہ دل کو خیالات فاسد سے محفوظ رکھا جائے خلوص دلمین مخلوق خدا کی محبت کو جگہ دیجائے دوسرون کے دکھ درد کا احساس طبیعت مین پیدا کیا جائے۔ اور اُس کے دور کرنے اور خلق کو آرام پہونچانے کی راہ نکالی جائے۔ تحصیل علم اور عبادت الٰہی کا ذوق پیدا کیا جائے۔ اور جسمانی محنت کے ساتھ ذکر خالق پر حق کی ریاضت بھی کیجائے تاکہ جسمانی قوت کے ساتھ روحانی طاقت مین بھی اضافہ ہو۔ اور دنیا و عقبیٰ کی منزلین طے کرنے مین آسانی ہو۔

طہارت و پاکی انسان تو انسان اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہے وہ ایسے ہر شخص کو جو صفائی سے زندگی بسر کرتا اور پاک رہتا ہے دوست رکھتا ہے پس جس بات سے اپنی بہبودی مخلوق کی پسندیدگی اور خداوند کریم کی خوشنودی حاصل ہو۔ اُس بات کو دل سے کیون نہ کیا جائے امید ہے کہ تم ان جملہ امور کا خیال رکھوگے اور عادات ارین حاصل کرنیکی کوشش کرتے رہوگے۔ اما قل و کفیٰ الاشارہ۔ باقی خیریت

حمید احمد

(۶)

از للت پور

مشفق ومہربان من زاد عنایتہٗ

بعد سلام مسنون وشوق ملاقات واضح ہو کہ یہ معلوم کر کے مجھے مسرت ہوئی کہ آپ نے
بحمد اللہ سلسلۂ تجارت جاری کر دیا۔ یہ ایک ایسی رہ ہی جسکی طرف سے ہم مسلمان منھ موڑے ہوئے
ہین اور غفلت کی زندگی بسر کرتے ہین اسکو چھوڑنا ہی ہماری تباہی کا باعث ہو رہا ہے۔
بغیر عادت کفایت شعاری و امانت داری اور ساکھ کے تجارت چلنا دشوار ہوتا ہے
اسکا خیال رہے۔ نیز ہر کام مین استقلال شرط ہے۔

ہین یہ مقصد کے چار یار رفیق — عزم و کوشش ثبات اور توفیق

آجکل ہماری قوم جو نکہ پریشان ہی اور بوجہ جہالت لہو ولعب وخود غرضی مین زیادہ مبتلا ہے
یہی وجہ ہے کہ اس پیشہ کی بھلائیان تک اُس کو نظر نہین آتی ہین بلکہ دوکانداری یا
کسی کاروبار کا ذکر کرتے ہین تو وہ اپنی التفات و توجہ حالی ایسی باتین کرنیوالے کیجانب
سے پھیر لیتے ہین۔ اور دیگر تضیع اوقات کرنیوالی باتون اور ناکردنی مشاغل کیجانب
متوجہ ہو جاتے ہین۔ اور وہی خوش غپیان اُن کو پسند ہوتی ہین جو صرف دفع الوقتی
اور دل بہلاؤ کی ہون۔ خدا اس قوم کی جو اپنی تو اپنی بلکہ بنی نوع انسان کی اصلاح کی
فکر مین رہتی تھی حالت جلد درست کرے۔ اور ہوش و حواس عطا فرمائے۔ اور یہ سستی سے
بھلے کا مونہین لگجائے۔ خدا نے ہمین آنکھین دی ہین۔ لیکن اللہ کی قدرت اور نیک منظر

دیکھنے کے بجائے ہم بیشتر اُن سے محض کھیل تماشے اور خرافات چیزین دیکھنے کا کام لیتے ہین۔ جو اوقات ہمارے اسلاف مختلف قسم کی محنت و عبادت کرنے مین صرف کرتے تھے وہ ہم مین سے بیشتر لوگ سستی و کاہلی اور فحش کہنے مین گذارتے ہین اور بالآخر باہمی جھگڑے کر کے وقت اور دولت وغیرہ کا نقصان کرتے ہین۔

جن کانون سے مفید باتین سنکر اگلے لوگ اپنی اصلاح کرتے اور کام مین لگے رہتے تھے اُن سے اکثر مسلمان فضول بحثین اور بیہودہ گفتگو سنتے ہین۔ ان کے قدم اب مساجد یا معابد کی جانب اُٹھنے کے بجائے تھیٹر سینما اور دیگر تماشون اور شراب گذرگاہون کیطرف دوڑتے ہین۔

جو ہاتھ بیشتر اپنے اعزہ و احباب سے بغلگیر ہونے اور نیک کام انجام دینے کے لئے اُٹھتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو گڑھے مین ڈھکیلنے۔ مارنے پیٹنے اور کام بگاڑنے مین لگے ہوئے ہین۔

اکابر قوم اسکا افسوس کر رہے ہین۔ اور ان امراض کی دوا تلاش کر رہے ہین تاکہ جلد علاج کر کے شفاء کلی بخشین اور قوم کو بام ترقی پر چڑھنے کی قوت عطا فرمائین۔ گو ابھی تک کوئی مجرب نسخہ ہاتھ نہین آیا ہے۔ آپنے خوب کیا کہ یکسوئی اختیار کری اور عمدہ کام کا انتخاب کر کے اپنی طاقت کو مفید باتون مین صرف کرنا شروع فرما دیا۔

یہ تجارت ہی ہے جسکی بدولت دوسری قومین معراج ترقی پر پہونچگئین اور ہماری گم کردہ راہی پر خندہ زن ہین۔

تجارت سے جیسا کہ جناب کو معلوم بھی ہے بہت بڑے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہین۔ دنیا کی سیر اور نفع کا ہونا یہ دونون باتین اس سے حاصل ہو سکتی ہین اس پیشہ مین محنت کرنے سے جو دولت حاصل ہوتی ہے وہ حلال کہلاتی ہے اور اپنی ضروریات سے روپیہ اور پیسہ ا کرنے پر وہ رقم بنی نوع انسان کی ترقی و بہبودی کے کامون مین صرف کیجا سکتی ہے۔ جس سے ہمیشہ ثواب حاصل ہوگا اور بندگان خدا کا کام چلتا رہے گا "چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار"

اب آپ کو اس بات کی ضرورت ہے کہ آپ بخوبی اس کا پتہ لگائین کہ کون چیز کہان پیدا ہوتی ہے اور کہان فروخت ہونے جاتی ہے۔ دونون جگہ کا نرخ کیا ہے اور اُس چیز کے آپکے دوکان تک لانے مین مصارف کیا ہوتے ہین۔ معمولی نفع کیا ہو سکتا ہے اور کون اصحاب اُن اشیاء کو لے کر نقد قیمت یا وعدہ پر رقم دینے کے اہل ہین۔ ان جملہ امور پر غور فرماکر کام کیجیے اور آمدنی سے خرچ کم رکھئے تاکہ روپیہ پس انداز کرکے اُسکی مین آپ آسانی اضافہ کر سکین۔ آپنے یہ اچھا کیا کہ تھوڑی رقم سے دوکان کھولی ہے امید کہ آئندہ اللہ تعالی برکت دے اور ترقی ہو۔

بعض اصحاب اس امر پر زور دے رہے ہین کہ مسلمان تا وقتیکہ خلاف شعار اسلام سود لینا شروع کرینگے تجارت مین کامیاب نہین ہو سکتے۔ ایسے مضامین پڑھ کر افسوس معلوم ہوتا ہے مین تو یہ عرض کرونگا کہ حضرت مسلمان سود دینا ہی ترک کردین تو ہماری بہت بڑی جیت ہے۔ جبکہ تجارت چھوٹے پیمانے پر بھی مسلمانون کے ہاتھ مین نہین ہے تو تجارت مین سود لینے اور کوٹھیون اور بنکون کے لین دین کرنے کا

رونا رونا ہی عبث ہو۔ ع " دہن کا ذکر کیا یان سر ہی غائب ہے گریبان سے
ہان یہ بالکل سچ ہو کہ سود دینے والے دوسرون کو نفع پہونچانے والے
اور مختلف اشیاء کے خریدار بیشتر مسلمان ہی ہین۔ دوسرے الفاظ مین یون کہیے
کہ زیادہ تر کھونے والے ہم ہین اور فائدہ اٹھانے والے دوسرے ہین۔

اسوقت چھوٹے چھوٹے پیمانے پر مختلف قسم کی ضروری اشیاء خوردنی و پوشیدنی کی دوکانین قائم کرانا اور بیکارون کو کام مین لگانا اکابر قوم کا کام ہے اور ضمانت لیکر غریبون کی روپیہ سے امداد کرنا ہمارے یہان کے صاحب دول کے لیے مفید ہو روزمرہ کی ضروریات کی عمدہ اشیاء حسب شرح بازار بلکہ کچھ فائدہ کے ساتھ ایسے محسن اصحاب کو دینا جدید دوکاندارون کا فرض ہے تاکہ روپیہ لگانے والون کی ہمت افزائی اور اس کے منافع سے ہماری عقدہ کشائی ہوتی رہے۔

مقامی بازار سے مختلف چیزین خرید کر دوکان پر رکھنا زیادہ فائدہ مند نہین ہوسکتا ہو بلکہ جہان جو اشیاء پیدا ہوتی یا بنتی ہین وہان سے لاکر دوکان پر رکھنا اور فروخت کرنا زیادہ نفع کا باعث ہوگا۔

مسلمانون کو محنت پر کمربستہ کرنا اہل قلم و اہل دول کا کام ہے۔ اور محنتی بن کر اپنے قوت بازو سے روزی کمانا ہر مسلمان کا فرض ہے

ان کو لازم ہے کہ محنت سحر و شام کرین
محنتی بنکے زمانہ مین بڑا نام کرین

کاہل جاہل اور ناکارہ بن کر دوسرن کے لئے بارِ خاطر ہونا عقلمند آدمی کا کام نہین ہے بلکہ ایسے لوگ انسانیت سے خارج اور قوم پر بار گران ہین۔ بقول سعدی علیہ الرحمہ۔

تو کز محنت دیگران بے غمی — نشاید کہ نامت نہند آدمی

آپکا تجربہ آپکے اور نیز دیگر اصحاب کے لئے امید ہو کہ انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔ اور آپ اپنے دیگر احباب کو بھی تجارت کی طرف متوجہ فرمائینگے۔

بیکار دن کو کام مین لگانا اسوقت نہایت ضروری کام ہو تاکہ قوم کا افلاس دور ہو۔ اور کام کرنیوالون کو فارغ البالی حاصل ہو۔ میرا خیال ہو کہ آپکو خود ان امور کا خیال ہوگا۔

خیراندیش۔ حمید احمد۔

(۷)

از کانپور — محب مخلص دوست صادق زاد لطفکم

بعد سلام سنت الاسلام واضح ہو کہ آپکا نوازش نامہ عین انتظار مین صادر ہو کر کاشف حالات ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ ادا کرتا ہون۔ دوکان مین نے کھولدی اور کام کر رہا ہون خدا پر بھروسہ ہو کہ وہ ترقی دیگا۔ " دنیا بہ امید قائم " لیکن اس پیشہ مین جو دشواریان ہین اُن کا اظہار آپ ایسے مہربان پرسان حال سے کرنا ضروری تصور کرتا ہون کیونکہ فی زمانہ ایسے اصحاب کمیاب ہین جو حالات دریافت کرکے دوسرے کی بپتی دلسے سنین اُنکے تجربہ سے فائدہ اُٹھائین۔ اور نیک صلاح دیتے رہین۔

غالب کجاست محرم رازے کہ بزبان — دل شرح آرزو ہر کہ بیند بیحا شنید

موجودہ روش اکثر احباب کی رسمی مزاج پرسی اور خودغرضی کی رہگئی ہے۔ اکبر مرحوم نے اس طرز عمل سے بیزار ہوکر خوب کہا ہے۔

یہ فقط نہیں ہے کافی کہ مرا مزاج پوچھیں ‏ ‏ ‏ ‏ مرے درد دل کو سمجھیں مری احتیاج پوچھیں

مہربان من تجارت میں بڑی ضرورت نرخ بازار سے باخبر رہنے کی ہے مختلف منڈیاں جو کاروبار تجارت کی ہیں۔ جہاں مال بھیجا جاتا ہے اور جہاں سے خرید کر روانہ کیا جاتا ہے وہاں سے روزمرہ نرخ کی اطلاع آنیکی ضرورت رہتی ہے مگر ہم بوجہ اپنی غفلت کے آج بھی غیروں کے محتاج ہیں کہ وہ ہمیں اطلاع دیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ معاملہ جلب منفعت کا ہے۔ ہر فریق اپنی بھلائی چاہتا ہے اور خود مال خریدکر اور بھیجکر کثیر فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے۔ بہت کم ایسا موقع ملتا ہے کہ ہم بخوبی نرخ بازار سے واقف رہ سکیں لہٰذا اگر قوم ترقی کرنا چاہتی ہے تو مختلف مقامات پر تجربہ کار مستعد صحاب دوکانیں کھولنا چاہئیں اور باہم رسم خط وکتابت جاری رکھنا چاہیئے تاکہ نقصان سے محفوظ رہ کر نفع حاصل کیا جاسکے۔ اس مفید کام کے لئے اپنے احباب کو آپ بھی آمادہ فرمائیے۔

مقامی حالت یہ ہے کہ میرے دوکان کھولتے ہی میرے بعض ایسے مہربان جن سے مجھے امید امداد کی تھی مجھ سے بیرخی کرنے لگے میں اپنا عزیز وقت اُن کو سیر تماشہ کے واسطے نہیں دے سکتا ہوں نیز قرض پر سودا دینا اور پھر تقاضہ کرنا باعث مصیبت ہوا ہے بعض قریب کے دوکاندار بعض اشیا زیادہ مقدار میں منگاتے اور میری ضد پر ارزان کرکے فروخت کرتے ہیں میرا ہیں تا اُس نقصان پہنچنے کا نہیں پڑتا۔ زیادہ روپیہ لگانیکی عنقریب مجھے ضرورت ہوگی۔

اگر بعض اصحاب جتنے خریدلیں تو روپیہ جلد ہم پہونچ جائے ضمانت دینے کو میں

طیار ہون۔ انشاء اللہ اصل رقم کو ضرور نہ پہونچنے پاویگا۔ ایک حصہ بخیال آسانی صرف
پچیس ۲۵ روپیہ کا رکھا گیا ہے۔ اگر آپ یا آپکے احباب مین سے کوئی صاحب رقم دے سکین
تو چند حصے حاصل ہو سکتے ہین۔ منافع بقدر رقم سالانہ ملتا رہے گا۔ اگر بعد مین کوئی صاحب
حصہ علحدہ کرین گے تو خرید بھی لیا جائیگا۔ اول شرکا کو خریداری حصہ کا حق ہو گا۔
اُسکے بعد غیر شخص بھی ممبر بن کر خرید سکتا ہی۔ اس طرح روپیہ بہم پہونچ جانے سے
تقویت ہوگی۔ اور کام انشاء اللہ اچھا چلے گا۔

خریدار کو صرف نرخ بازار پر خیال نہ کرنا چاہئے بلکہ عمدگی مال بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔
مین نے عمدہ مال اور بازاری نرخ کا خیال مقدم رکھا ہے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالے
برکت دے اور مجھے باستقلال تمام اطمینان سے کام کرنے کا موقع عطا فرمائے۔

آپ کا خیر اندیش۔ خاکسار رحمت اللہ مالک دوکان نمبر ۱۸۸ شہر کانپور۔

(۸)

از آسیون۔

جناب برادر معظم و مکرم دام ظلکم۔

بعد ادائے آداب فدویانہ عرض پرداز خدمت عالی ہون کہ وطن پہونچکر مین نے کاشت کا
انتظام دیکھا نہایت پسند آیا چونکہ جناب نے فرمایا تھا کہ اُسکی مفصل کیفیت تحریر کرنا۔ لہذا عرض کرنا
ضروری تصور کرتا ہون۔

واقعی زراعت ایک عمدہ پیشہ ہی جسکی وجہ سے علاوہ مالی فوائد کے چند خادم ہر وقت
موجود رہتے ہین۔ سواری بیل گاڑی۔ گھوڑا۔ ہاتھی رکھنے مین خاص سہولیت ہوتی ہے

آب وہوا بھی اچھی ملتی ہے جس سے تندرستی پر اچھا اثر پڑتا ہی منجملہ مواضعات اور کھیت دیکھنے کی غرض سے گھومنے مین یہ فائدہ ہوا کہ جو بدہضمی اور معدہ وغیرہ کی شکایت رہتی تھی وہ کافور ہو گئی۔
چند روز یہان قیام کرنے سے روزمرہ کی خوراک مین بھی اضافہ ہو گیا ہی اور جسم مین بجائے کاہلی کے چستی معلوم ہوتی ہے بے شغلی کی وجہ سے شہر مین طبیعت گھبراتی تھی اسکے برعکس یہان کام کرنے سے دل بہلتا ہے۔
کاغذات دیہی بھی پٹواریون کو طلب کرکے دیکھے اُن سے ظاہر ہوا کہ ساٹرا ور سیر کی آمدنی سالانہ اخراجات کیلئے کافی ہی بلکہ مستعدی سے انتظام کرنے سے کچھ بچت ہو سکتی ہے۔ اسامیون کے لگان سے مالگذاری بھانہ تحصیل کرنیکے بجائے فی قسم بسر انداز ہو سکتی ہی چار مختار کے بجائے دو مختار کام انجام دے سکتے ہین ہر موضع مین ایک ملازم جاکر گشت کر سکتا ہی اور خاص امور کی بابتہ اطلاع ہونے پر مختار صاحبان اپنے اپنے علاقہ کے ہفت روزہ رپورٹ مین تحریر کر سکتے ہین یا جداگانہ خاص رپورٹ بھیج سکتے ہین اس طرح دو مختارون کی تنخواہ مع اُن کے ہمراہیون کے بچت مین پڑ سکتی ہی اور میرے یہان قیام کرنیسے حکام سے بھی رسم زیادہ ہو سکتی ہی سرکاری حکام کا خوش رکھنا بھی ضروری ہی اسکی بابتہ مختار صاحبان کو خاص ہدایت کر دیگئی ہے۔ بشرط ضرورت حکام کو امداد دینا ہمارے ملازمان کا فرض ہے۔
کاشت سے یہ خاص فائدہ ہی کہ سالانہ اخراجات کا غلہ سیر کی پیداوار سے بچا کر رکھا جا سکتا ہی بیلون اور گھوڑون کا دانہ نیز ہاتھیون کی خوراک بھی پیداوار غلہ سے دیجا سکتی ہے۔
مواضعات پر گائین اور بکریان پالنے سے خاص فائدہ ہو سکتا ہے اگر کافی نگرانی ہو سکے تو دو چار بھینسین بھی دودھ گھی کے لئے رکھی جا سکتی ہین گائے بکری کے بڑھنے پر

گائے کے بچھڑے زراعتی کام کی ضرورت کے بعد فروخت کئے جا سکتے ہین اور اسی طرح بکریون کے بچے بھی تقریبات مین بقدر ضرورت استعمال ہو سکتے ہین اور باقی فروخت ہو سکتے ہین۔

اسوقت فصل ربیع کا زمانہ ہے سیر کے وہ کھیت جنمین گیہون۔ چنا۔ مٹر اور سرسون بوئی ہے عجیب پر لطف منظر پیش کر رہے ہین جس سے دل کو خوشی اور آنکھون کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالی نے پیداوار مین برکت دی تو امسال انشاء اللہ سیر مین خاص فائدہ ہوگا۔

واقعی کاشتکاری کا پیشہ ہی ہندوستان مین ایسا پیشہ ہے جس سے کرورون آدمیون کا پیٹ پلتا ہے اور انسان خود آزاد رہکر اپنی محنت سے پرہیزگاری کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔

احقر۔ بشیر احمد

(۹)

از اناؤ　　　　برادرم بجان برابر بشیر احمد سلمہ اللہ الاحد

بعد دعا کے معلوم ہو کہ تمہارے حالات تمہاری تحریر سے معلوم ہوئے مسرت ہوئی تجارت و کاشتکاری کے علاوہ صنعت و حرفت بھی حصول معاش کے ذرائع ہین منجملہ پیشون معماری۔ نجاری۔ خیاطی۔ کمہاری۔ لوہاری۔ زرگری سے مسلمانون کو عار نہ کرنا چاہئے۔ ہماری قوم محنت و جفاکشی سے فی زمانہ کام نہین لے رہی ہے چونکہ اس نے

عرصہ تک بادشاہی کی ہے اور امارت کا لطف اُٹھایا ہے۔ آرام سے بسر کی ہے اسوجہ سے
کام کرنے مین اس کو عار ہے۔ خلاف دستور کام کرنے کو اپنی توہین سمجھتی ہے۔ لیکن میرے
خیال مین جب جیسی ضرورت آپڑے اُسکے مطابق انسان کو اپنے آپکو عادی بنانا چاہیئے
محنت کر کے کمانے اور خرچ کرنے مین بڑا لطف حاصل ہوتا ہے اس کے برعکس سُستی و
کاہلی کی زندگی بسر کرنے اور ادھر اُدھر سے چھین جھپٹ کر دوسرون کی کمائی کھانے اور
خرچ کرنے سے باہمی جھگڑون کا دروازہ کھلتا ہے اور انسان دوسرون کی نظر کے
علاوہ خود اپنی نگاہ مین حقیر معلوم ہوتا ہے۔

اپنے حقوق کی حفاظت کرنا اور اپنے بار کا خود متحمل ہونا ہر قوم اور ہر شخص کا
فرض اولین ہے۔ ورنہ دنیا مین عزت کیساتھ بسر کرنا دشوار ہے۔ عہد ماضی سے سبق لے کر
زمانہ حال مین عمل کرنا ہر شخص کا کام ہے۔ گذشتہ زمانہ مین تجارت زراعت صنعت و حرفت
مین مسلمانون کا خاص حصہ تھا۔ بڑے بڑے اسکو اختیار کرتے تھے اور اپنی محنت اور جفاکشی
سے اپنی ضروریات رفع کرنے کے ماسوا دوسرون کی امداد فراخدلی سے کرتے تھے۔ مگر آج مسلمانون
کے بچے شروع ہی سے آرام کے عادی بنائے جاتے ہین ماں باپ نہ خود کوئی کام کر کے
اپنا نمونہ پیش کرتے ہین اور نہ اُن کو دوسرون سے ہنر سکھلواتے ہین اور نہ کسی کام مین اولاد کو
لگا کر اُن کی زندگی کو مفید کار آمد بناتے ہین نتیجہ ظاہر ہے کہ ہماری قوم مین افلاس زیادہ ہے
اور بیکاری کی زندگی بہت لوگ بسر کر رہے ہین اور اپنے و نیز دوسرون کے لئے وبال جان
ہو رہے ہین۔

خداوند کریم اِن کو ہدایت نیک دے اور ہمارے رہنما و اہل دول ایسے لوگونکو کام مین لگانے کی کوشش فرمائین تاکہ غریبون کی پریشانی دور ہو۔ انسان اگر دوسرونکی امداد نہ کرسکے تو اپنا بار تو دوسرون پر نہ ڈالے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ لوگ احسان کرنا چاہتے تھے مگر کوئی اس بار احسان سے دبنا نہ چاہتا تھا۔ اسکے خلاف آج دیکھئے کہ احسان کرنیوالے تو غائب ہوتے جاتے ہین اور اپنے تو اپنے ہین غیرون کا احسان بھی اپنے سر آنکھون پر لینے والون کی کثرت ہو رہی ہے" ۶۔

"ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا"

خدا جلد وہ دن لائے کہ ہماری قوم کا مذاق تبدیل ہو اور ہمارے لیڈر اور امرا عیش و آرام کی زندگی بسر کرنیکے بجائے خود کام کرکے قوم سے داد تحسین لین باتین اور تقریرین کم اور عمل زیادہ کرین۔ نیز بیکار لوگون کو کارخانہ جات کھول کر کام مین لگائین۔ صنعت و حرفت کا رواج دین اور اپنے فائدہ کے ساتھ ساتھ خلق خدا کو کسب معاش کا موقع بہم پہونچائین"۔ ۶

"چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار"

بصورت مزید غفلت پیشہ ور لوگ کم ہوتے ہوتے بمنزلہ نفی کے رہجائینگے اور ان کا انحطاط کسی جدید گروہ کو نہ پیدا کرسکے گا۔

اگر غور کیا جائے تو فی زمانہ بہت ہی کم ایسے مقامات ہون گے۔ جہان مسلمان لوہار۔ بڑھئی۔ معمار اور دیگر قسم کے کاریگر بآسانی دستیاب ہوسکین۔

ڈر ہے کہ کہین نام نہ مٹ جائے یہ آخر　　　　مدت سے اسے دور زمان میٹ رہا ہے

اب کام کرنے کا وقت ہی صرف سوچنے اور سمجھانے کا موقع نہین ہے جو صاحب استطاعت کچھ کر سکین غنیمت شمار کر کے اُسپر عمل کرین۔

جلیل احمد

(۱۰)

از کانپور　　　　جناب مکرمہ والدہ ماجدہ صاحبہ محترمہ دام ظلہا۔

بعد تقدیم آداب فدویانہ بصد تعظیم و تکریم عرض رسانے خدمت بابرکت ہون کہ شرف قدمبوسی سے زیادہ عرصہ تک محروم رہنا میرے لئے باعث افسوس ہے لیکن بندگی بجا لانیکا معاملہ ہی تعطیل کے زمانہ مین باجازت یا یون رخصت لیکر وطن آ سکتا ہون اور چند روز یا چند روزہ قیام کر سکتا ہون مگر اسقدر قلیل مدت کے قیام مین کیونکر بخوبی خدمت عالی انجام دے کر خوشنودی و سعادت حاصل کر سکتا ہون۔ لہذا یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ آپ خود میرے پاس تشریف لائین اور زیادہ عرصہ تک قیام فرمائین میرے لئے یہ موقع حصول سعادت دارین کا ہوگا مجھے امید قوی ہے کہ آپ میری التجا قبول فرمائینگی اور مجھے شرف قدمبوسی حاصل کرنیکا جلد موقع عطا فرمائینگی جو شفقت میرے حال پر مبذول ہی اُسکا خیال فرما کر ضرور تشریف لائیے اور قبل تشریف آوری اپنے ارادہ سے مطلع فرمائیے۔

یہ مشہور ہی کہ بادشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ اپنی والدہ ماجدہ کا ارادہ معلوم ہوا کہ جناب ممدوحہ اپنے بیٹے کو دیکھنے تشریف لانا چاہتی ہین یہ معلوم ہوتے ہی فوراً

حسب ضرورت سامان کیا گیا اور والدہ ماجدہ کی خدمت مین کہلا بھیجا گیا کہ اس خوشی کی انتہا نہین کہ آپ خود مجھے دیکھنے میرے پاس تشریف لا رہی ہین۔ رسم تو یہ ہی کہ حاجی کعبہ شریف کو جایا کرتے ہین لیکن خوشا نصیب و زہے قسمت کہ خود کعبہ میری جانب آ رہا ہے" ع "برین مژدہ گر جان فشانم رواست"۔ مجھے بھی کچھ کم خوشی نہو گی کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے حقوق قرآن شریف و حدیث مین والدہ کے رکھے ہین۔

جنت کہ رضائے مادران است　　　　زیر کفِ پائے مادران ہست

اور والدین کی خدمت کرنیکی تاکید اکید فرمائی ہے اور جن صحابہ نے اس تعلیم پر عمل کیا ہی بڑے بڑے مدارج پائے ہین۔ کیا بعید کہ اسطرح مین بھی خدمت عالی کا موقع ملنے سے کسی قدر سعادت اندوز ہوسکون اور اللہ و رسول کی خوشنودی حاصل کرسکون جو دونون جہان مین میری فلاح و بہبود کا باعث ہو۔ امید ہے کہ انشاء اللہ آپ ضرور تشریف لائنگی گو بجز سعی بجا آوری خدمات عالی کے کسی طرح اس حق کا شمہ بھی ادا نہین کرسکتا جو آپ کا مجھ ناچیز پر ہے۔ ایک حکایت حسب حال موقع سناتا ہون۔

سنا کہ ایک مرتبہ ایک شہزادے نے جب وہ بادشاہ ہوا۔ اپنی مان سے کہا کہ اب مین بادشاہ ہوگیا ہون چاہتا ہون کہ آپکا حق ادا کرون۔ میرے امکان مین سب کچھ ہے مان نے ہنس کر کہا کہ اچھا آج شب کو تم میرے پلنگ پر آرام کرنا اور قبل آمد بادشاہ کے شہر سے وہ نجاست آلودہ کپڑے جو بعض وقت زچہ کو بچے کی خاطر سے برتنا پڑتے ہین

منگا کر پلنگ پر ایک جانب بچھوا دیے اور دوسری جانب بنا صاف بستر اپنی آرام کیواسطے
بچھوا دیا جب بادشاہ تعمیل ارشاد کے خیال سے اپنی ماں کے پاس حاضر ہوا تو ماں نے
اُن بھیگے ہوئے کپڑون کی جانب اشارہ کرکے کہا کہ اُس جانب تم لیٹو اور دوسری صاف
جانب مین خود آرام کرون گی. بادشاہ نے اُن کپڑون کی طرف دیکھا اور کہا کہ میرا مزاج اب
اسقدر نفاست پسند ہو گیا ہی کہ میری طبیعت کسی طرح اس کو نہین برداشت کر سکتی کہ
نجس کپڑون پر لیٹون اور جو فرمایے وہ خدمت بجا لاؤن. ماں نے کہا کہ جب زیادہ پکے [illegible]
کپڑون پر لیٹنا تم کو نہین پسند ہی جن پر مین بار بار تمھاری خاطر لیٹتی رہی اور تم کو صاف اور
خشک جگہ لٹاتی رہی تو تم میرے دوسرے حقوق کو جو پیٹ مین رکھنے اور پرورش کرنیسے
تم پر عائد ہوتے ہین کیا ادا کر سکوگے. بس جاؤ اپنا کام کرو. آئندہ ایسا لغو دعوی ماں کے
روبرو کبھی نہ کرنا" بادشاہ شرمندہ ہوا اور معافی چاہی، اور تمام عمر اطاعت و فرمانبرداری
والدین مستعدی سے کرتا رہا۔

یہ حقیقت ہی کہ جس سے مین ناواقف نہین ہون لیکن اقتضائے طبیعت ہی جسکی
وجہ سے تشریف آوری کی التجا کرتا ہون. امید کہ محروم نہ رہون. اور آپ مجید حامد
خیریت مزاج مبارک اور تشریف شریف یہان لانے کے ارادہ سے آگاہ فرمائیے گا.

کمترین. طفیل احمد.

(۱۱)

ازباندہ　　　　　　　　　　　ہمشیرہ عزیزہ سلمہا۔

دعا۔ تم نے دریافت کیا ہے کہ تم کو اپنے اوقات کس طرح تقسیم کر کے امورخانہ داری انجام دینا چاہئے۔ اس سے خوشی ہوئی۔ تم ماشاءاللہ خود بہت سی باتین جانتی ہو مگر خیر تمھارے دریافت کرنے پر بطور اختصار چند امور سے اطلاع دیتی ہون۔ اگر ان پر عمل کروگی توانشاءاللہ خوش وخرم رہوگی۔

لڑکیون کے لئے کھانا پکانے اور سینے کے کام کے علاوہ تعلیم دینیات حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ لڑکی جبتک اپنے گھر مین رہتی ہے۔ لڑکی کہلاتی ہے اور جب بعد شادی کے جدید تعلقات کی وجہ سے اپنے شوہر کے یہان جاتی ہے تو اس گھر کی بہو یا بی بی کہلاتی ہے۔ اگر غیر خاندان مین شادی ہوئی ہے تو وہان اجنبی آدمیون سے اُس کو سابقہ پڑتا ہے جنکی طرز معاشرت و عادات اور مزاجون سے وہ بالکل ناواقف ہوتی ہے۔

اسکی طرف یکایک بہتیر کی محبت کی نگاہین پڑتی ہین۔ اور بعض بعض مختلف فقرے سناتے ہین۔ بعض اوقات اُسکو ہر کام اور ہر بات مین آزمایا جاتا ہے گویا شادی ہوتے ہی اُسکا امتحان ایسے لوگ لیتے ہین جنکو اُنکی رعایت کم منظور ہوتی ہے۔

اب اگر اُسنے اپنے عزیز وقت کو اپنے والدین کے یہان صرف کھیل کود اور کھانے پینے ہی مین صرف کیا ہو تو اُسے نئی نئی دقتون کا سامنا ہوتا ہو اور طرح طرح کی باتین سننا

پڑتی ہین اور بجز صبر کوئی چارہ نہین ہوتا ہی اور اگر برعکس اسکے ضروریات زندگی کے شیوہ مین تربیت و تعلیم پائی ہو اور امتحانات کے لئے تیار ہو کر وہ اپنی سسرال گئی ہو تو وہان اسکی تعریف ہوتی ہے اور جدید رشتہ کے اہل خاندان اُس سے محبت کیساتھ میل جول رکھنے مین تکلف نہین کرتے ہین بلکہ خوشی خوشی اُسکو اپنا شیر اور اپنا شریک کار بناتے ہین جس سے اُسکے اعزا اور شوہر کو بھی مسرت ہوتی ہے۔ اسکے گھر مین مصالحت رہنے سے ترقی ہوتی ہے اور بلطف زندگی بسر ہوتی ہے اور عاقبت بھی بخیر ہونے کی امید قایم ہوتی ہے۔

لڑکی کا فرض ہی کہ جبتک وہ اپنے والدین کے یہان رہے والدین کا حکم مانتی رہے اور بعد شادی کے شوہر کی اطاعت احکام شرعی کے بموجب کرتی رہے اور اُسکی راحت و آرام کا سامان مہیا رکھے۔ تاکہ شوہر خوش رہے اور بی بی کو فلاح دارین حاصل ہو اُسکو لازم ہی کہ مثل اپنے والدین اور رشتہ داروں کے اپنے شوہر کے عزیزون کے ساتھ بھی نیک برتاؤ کرے بلکہ کسی قدر اُس سے بھی بہتر کیونکہ اِن جدید رشتے سے اُسکے تعلقات بعض اوقات غیر خاندان سے وابستہ ہوتے ہین اور غیر ونکو حسن سلوک ہی اپنا بنا سکتا ہی۔

دراصل یہی جدید گھر اُسکی اصل منزل ہوتی ہے جہان وہ اپنے شوہر کیساتھ دنیا کی گاڑی مین جوت دیجاتی ہے اور اُس گاڑی کو یہ دونون میان بی بی اخیر دم تک چلاتے ہین۔

اگر زن و شو مین محبت و اخلاص ہے یا مزاجون مین زیادہ اختلاف نہین ہے تو ٹھیک ہے ورنہ مشکلات کا سامنا ہوتا ہی اور مثل اُس گاڑی کے جسکے بیل اپنی اپنی جانب گاڑی کھینچنے مین طاقت صرف کرتے ہین اسکی گاڑی بھی بدشواری منزل مقصود تک پہنچتی ہے بی بی کو جاننا چاہئے کہ اس نئے خاندان ہی مین اُس کی اولاد کی پرورش و پرداخت

بالعموم ہوتی ہے اور ترکہ کا حصہ بھی اس جدید گھر ہی مین اُسکی اولاد کو زیادہ
ملتا ہے اور یہین اُسکی دنیا بنتی اور بگڑتی ہے لہذا اُس کو نہایت دانشمندی سے اپنی
اس نئی زندگی کو بسر کرنا چاہئے ۔ اگر والدین کے یہان اُس نے اپنی عادات کو
بگڑنے نہین دیا ہے بلکہ اعتدال مدنظر رکھا ہے تو یہان بھی اُسے سُکھ ملے گا ورنہ بعض
خراب عادتون کا ترک کرنا دشوار ہوگا ۔ اور زندگی اجیرن ہو جائیگی ۔

معاملات مین مذہبًا مساوات بی بی کو حاصل ہے مگر ترجیح شوہر ہی کو
دیگئی ہے تا کہ وہ بھلے بُرے موقع کا لحاظ کرکے دنیاوی زندگی کا پیشوا رہے
اور عقبیٰ کو بھی نہ بگڑنے دے ۔ اُس کی ذمہ داری زیادہ ہے اسی وجہ سے اُسکا
حق بھی زیادہ ہے ۔ اُسکی قدرتی جسمانی ساخت بھی بہ نسبت بی بی کے اعضا کے قوی و
مضبوط ہوتی ہے جس سے اُسکو تفوق حاصل ہے ۔

مستورات کو عمدہ کپڑون ۔ زیورات اور عمدہ کھانون وغیرہ کے استعمال کا موقع
ملتا ہے اُن کے مذاق کے مطابق بچے شروع شروع مین پرورش پاتے ہین اور نام و نمود کا
باعث ہوتے ہین ۔ شوہر کی وہ رفیق مشیر بن کر اپنے گھر کی ملکہ اور اُس کی عزت
آبرو کی محافظ ہوتی ہے اُس کا فرض ہے کہ وہ اپنے آنے والے زمانہ کا خاص خیال
رکھے اور اپنے فرائض انجام دینے کے لئے اپنے والدین ہی کے یہان کافی تیاری
کرے تاکہ اُس کا آئندہ زمانہ اچھا گذرے ۔ اور عاقبت بخیر ہو ۔

کھانے حسب حیثیت خواہ معمولی ہون مگر اُن کو خوش ذائقہ پکا کر صاف

صاف برتن میں نکالنا اور دسترخوان پر چننا یہ ایک بڑے سلیقہ کی بات ہے جو کھانے کے مزے کو دوبالا کر دیتی ہے خوش خوراکی کا عادی ہونا اور زبان کی خوشی اور تن پروری کا زیادہ خیال کرنا آخر مصیبت میں پھنساتا ہے اس سے خبردار رہنا چاہئے۔ اور خیر الامور اوسطہا مدنظر رکھنا چاہئے۔

کپڑے ایسے استعمال کرنا چاہئے جو معمولی قیمت کے ہوں اور بدن کو چھپا سکیں ان کا ٹھیک موزوں طریقہ پر سینا اور اُن کو صاف ستھرا رکھنا خوش وضعی میں داخل ہے سردی و گرمی کے لحاظ سے کپڑے گرم و سرد پہننا تاکہ نہ موسم ستاوے اور نہ بدن دکھلائی دے شرفا کا کام ہے۔

زیورات چنداں ضروری شے نہیں ہیں ان کا دارومدار فراوانی دولت اور روپیہ کے استعمال کی علم واقفیت پر ہے۔ روپیہ اگر ضرورت سے زیادہ ہو تو اپنے عزیز و اقارب کی امداد کے بعد غربا و مساکین پر صرف کرنا چاہئے۔ اُنہیں تبلیغ اسلام اور تعلیم کا رواج دینا امرا کا فرض عین ہے ع

"خدا بر تو باشد تو بر خلق باش"

سمجھدار دولتمندوں نے ہمیشہ رفاہ عام کے کام انجام دیئے ہیں آج بھی اُنھیں کی تقلید دنیا و عقبیٰ میں فائز المرام بنا سکتی ہے۔ اور دل نہ مانے تو چند ضروری زیور بنوا لے مگر اُن کے لئے ضد اور ہٹ کو راہ دے کر گھر میں جھگڑا کرنا نامناسب ہے۔ انسان صبر و استقلال سے کام لے تو کامیابی یقینی ہے۔ اگر یہ سب

چیزین شوہر کو خوش رکھنے کے لیئے درکار ہین اور اُسکی خوشی اور گھر کی بہبود بغیر زیور کے معمولی زندگی بسر کرنے مین ہے تو بحث بیکار ہے ع حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را اصل زیور انسان کا علم و ہنر ہے۔ اسمین کمال حاصل کرنا اشرف المخلوقات کہلانیکے لحاظ سے ضروری ہے۔

اپنے میکے اور سسرال دونون جگہ کے لوگونکا خیال رکھنا لازمی ہے یہ نہین کہ اپنا بھائی آیا تو اُسکو اپنے کمرے یا باورچی خانے مین طلب کرکے حال پوچھنا اور وہین خاطر مدارات کرکے اُس کو خوش کردینا اور شوہر کا بھائی آیا تو اُسکو دروازہ ہی سے سرکار رکھنے پر مجبور کرنا اور بغیر خوش اخلاقی کا برتاؤ کیئے ہوئے رخصت کردینا۔ اگر خدانخواستہ کسی بی بی نے ایسا برتاؤ کیا تو اُسکو شوہر کی خوشنودی ہرگز نہین حاصل ہوسکتی ہے بلکہ آئندہ بی بی کے عزیزون کو بھی دقت کا سامنا ہوگا اور ایسے طرز عمل سے باہمی نزاع کی بنیاد پڑجانا ممکنات سے ہے جس سے زندگی تلخ ہوسکتی ہے۔

ایک خاص بات جسکا خیال رکھنا ہر عورت کیلیئے لازمی ہے یہ ہے کہ بد اطوار اور بد وضع انسان سے اجتناب کرے اور دور رہے تاکہ اپنے پرائے اعتراض نہ کرین اور فضول پریشانی مین نہ پڑنا پڑے۔

مذہبی پابندی شرع سے ہونا چاہیئے۔ احکام خداوندی بجالانا ہر شخص کا فرض اولین ہے مگر بعض مرد تو دنیاوی جھگڑون اور حصول روزی کی جد وجہد مین زیادہ منہمک رہتے ہین عورتین بہ نسبت اُن کے زیادہ اپنے وقت پر قادر ہوتی ہین لہذا وہ دنیا و عقبیٰ دونون کے کام بآسانی انجام دے سکتی ہین۔

مردون سے برتاؤ کرنے مین نہایت احتیاط و ہوشیاری سے کام لینا چاہئے
اپنے بدن کو چھپانے اور آواز بلند رکھنے کا خیال ضرورت کے وقت بات چیت کرنے
مین بھی رکھنا چاہئے۔ اور ویسے بلاضرورت تو سوا اپنے باپ چچا۔ ماموں خسر۔ اور
بھائی وغیرہ جنکے سامنے آنے کی شرع شریف نے اجازت دی ہو اور کسی کے سامنے نہ آنا
تو درکنار کسی کو آواز سننے کا موقع بھی مت دو تاکہ شر و فساد سے محفوظ رہو۔

تم علی الصباح اُٹھ کر نماز و تلاوت کلام مجید کے بعد اپنا ضروری کام شروع کرو
پھر کھانا تیار کیا کرو۔ کھانے پینے سے فارغ ہو کر آرام کرو بعد ازان سینا لیکر بیٹھ جایا کرو
جب سینے کا کام کر چکو تو بعد ادائے نماز ظہر خانہ داری کے کامون کو دیکھا کرو۔ اور
اپنے چھوٹون اور نوکرون سے اچھی طرح پیش آکر کام لیا کرو۔ جو ہنر تمکو آتا ہو۔
اُسکی مشق جاری رکھو۔ مثلاً سوت کاتنا۔ گلوبند۔ موزہ۔ کمربند۔ تولیا۔ بنیائن بننا اور
گھر کے کپڑے حتی الامکان گھر ہی مین تیار کرو تو بہتر ہے۔ بعض امراض کی دوا سے
واقفیت حاصل کرنے کے لئے تم کو ایسی کتابین پڑھنا چاہئے جنمین مجرب نسخہ جات
تحریر ہون۔ بہشتی زیور مصنفہ مولانا اشرف علی صاحب اور قصبہ امروہہ کے پیرزادہ
برادرم فرید احمد صاحب کی کتابین قابل دید ہین۔

جناب والدہ ماجدہ صاحبہ و جناب ہمشیرہ صاحبہ معظمہ دوسری اور بڑی بوڑھیون
سے جو دوائین یا اچھی باتین معلوم ہون اُن کو یاد کر لو یا لکھ لو۔ اور پھر ذہن نشین کر لو
تاکہ آئندہ اُن کو کام مین لاسکو۔ انسان کی قدر ہنر و خدمت خلق اللہ کے طریقے سیکھنے سے

اُسوقت ہوتی ہے جبکہ وہ عمل کرتا ہے۔ اور دوسرون کو فائدہ پہونچاتا رہے۔ اپنے عزیز و
اقارب کی خدمت کرنے سے فرصت ملے تو دیگر غریب محتاج آدمیون کی بھلائی کی
تدبیرین سوچنا اور خود عمل کرکے دوسرون کے لئے راہ ہدایت چھوڑنا ہماری فلاح دارین
حاصل کرنے کیلئے خوب ہے۔

امید ہے کہ میری تحریر پر عمل کرنے سے بفضل خدا تمھاری زندگی چین اور
آرام سے بسر ہوگی۔ رقیمہ عزت النسا۔

(۱۳)

از آسیون جناب ہمشیرہ صاحبہ معظمہ مکرمہ ام ظلہا۔

بعد تسلیم بصد تعظیم عرض ہے کہ آپکے گرامی نامہ نے شرف صدور فرماکر میری
طبیعت مین پابندی اوقات کا خیال پیدا کیا اور اغرا و خلق اللہ کی خدمت کرنیکا
طریقہ بتایا۔ جو ہر طرح میرے لئے پسندیدہ ہے اور نیز یہ طرز عمل اورون کیلئے
بھی مفید ثابت ہوگا۔ ایک ضروری امر جو ابتک میری سمجھ مین بخوبی نہین آیا ہے
وہ آپ مجھکو سمجھادین تو خوب ہو۔

آپ پر روشن ہے کہ کس طریقہ سے ہمارے ساتھ ہمارے بھائیون نے برتاؤ کیا
اور کر رہے ہین جو ترکہ والدین کا اُن کو ملا تھا وہ انھون نے رفتہ رفتہ اپنی فضول
خرچیون سے قریب قریب صرف کردیا اور ہم سے جو وعدہ وعید تھے وہ سب اب تک
پادر ہوا ہین۔ اگر وہ کل ترکہ کو یا اُسکے بیشتر جزو کو اپنی ترقی دینا یا درستی عقبیٰ کے

کام مین لاتے تو صبر ہوتا۔ مگر بحالت موجودہ مجھے یہ نا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مین اپنے ترکہ کو مہاجنون کے مفت نذر کر دون۔

بھائی خود اپنے ونیز ہمارے لیئے پریشانی کا باعث نہین اور والد ماجد کی جانفشانی کی کمائی سود در سود مین یہ سود اُڑ جائیے۔ مہاجنون کو رقم ہضم کرنیکا دیدہ دانستہ موقع ملے۔ یہ سب دیکھتے ہوئے خاموش رہنا گویا اپنے ہیکے کے معاملات کو خود تباہ کرنا ہے۔

بھائی صاحبان کا یہ فرمانا کہ مہاجن ہمارے خیر خواہ ہین ہمارے کہنے پر ہم کو روپیہ دیتے ہین اور ہم اپنی ضروریات مین اُس کو جسطرح چاہتے ہین خوب صرف کرتے رہتے ہین بیجا ہے۔ جن امور کو بھائی صاحبان ضروری بتاتے ہین وہ ہرگز ایسی ضروریات نہین ہین کہ جنمین یون روپیہ برباد کیا جائے۔ شوقینی، اور فضول خرچی جو احباب کے ہمراہ رہکر کی گئی یا زیور وغیرہ بنوا کر جو سنارون وجوہرون کی پرورش کا سامان کیا گیا ہے وہ قابل درگذر نہین ہے۔ آپکی ایک بات بھی نہ مانی اس کا افسوس ہے۔

ہمارے والدین کا روپیہ پس انداز کرنے سے ہرگز یہ خیال نہ تھا کہ اندوختہ اولاد کے ہاتھون اس طرح برباد ہوگا کہ پس انداز کرنیوالون کی بدنامی ہوگی اور اولاد اپنی دنیا و عاقبت خراب کریگی روپیہ یا دیگر جائداد وغیرہ دور اندیش لوگ اسلیئے جمع کرتے ہین کہ ضرورت کے وقت کام آئے۔ اولاد اس سے ترقی کے مدارج طے کرنے مین مدد لے صاحب سرمایہ کی یادگار قائم رہے اور اہل حاجت مستفید ہوتے رہین۔

ہمارے بھائی صاحبان نے بڑی غلطی کی کہ روپیہ بیجا اُڑا کر کے والدین کی بدنامی کا باعث ہوئے اور اسراف کر کے خود اپنے ہاتھوں گنہگار بنے اس کا افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول خدا نے اسکی ہدایت فرمائی ہے کہ روپیہ خرچ کرنے مین نہ اسراف سے کام لو اور نہ بخل کو دخل دو۔ کفایت شعاری و میانہ روش اختیار کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اُسکا ایک ہاتھ کھلا رہے تو دوسرا ہاتھ بند رہے تاکہ خود مبتلائے افلاس نہ ہوجائے۔

ان تمام باتون پر غور کرنے سے مین نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہم کو اپنے حقوق کو محفوظ رکھ کر اپنے بیکے کی ضروریات اور کار خیر مین ترکہ کی رقم صرف کرنیکی کوشش کرنا چاہیے۔ اپنا حق چھوڑ دینا اور اپنے حصہ کا روپیہ دعاجوؤن کو ہضم کر لینے کا موقع دینا ہماری غلطی ہوگی جبکہ میعاد منقضی ہوجانے پر ہم کو افسوس کرنا پڑے گا۔ اور جو سوتے ہم کو بیکے کی رقم وصول کر کے وہان کی ترقی و ایصال ثواب والدین اور کار خیر مین صرف کرنیکا ہے اُس کو ضایع کردینا ہے۔ آپ ان امور پر غور فرما کر رائے عالی قائم فرمائیے اور مجھے مطلع فرمائیے۔

بھائی صاحبان یہ فرماتے ہین کہ رواج کی بنا پر وہ ترکہ کا مقدمہ جیت لینگے اور ہماری گرہ کی رقم خرچہ مین برباد جائے گی بلکہ اور اُن کا خرچہ دینا ہوگا۔ مجھے اُنکی دھمکیوں کی پرواہ نہیں ہے۔ حق کے لئے مقدمہ لڑنا بہ لحاظ اپنی دنیاوی ضروریات و اپنے مفاد و خاندان کی درستی کے نامناسب نہیں ہے مجھے یہ دیکھنا ہے کہ خدا اور رسول کے احکام کے مقابلہ مین اور نیز باوجود بعض اصحاب کے بہنون کو ترکہ کا حصہ دینے کے عدالت کیونکر ہماری حق تلفی کرتی اور بھائی صاحبان اور چچا جان کا ساتھ دیتی ہے میرا خیال ہے کہ ہمارے خلاف کسی عدالت کا

فیصلہ کرنا قرین انصاف نہوگا اور نہ عدالت یکایک ایسا کرے گی۔ اگر بفرض محال عدالت نے
ایسا کیا بھی تو ہم کو از عدالت ابتدائی تا انتہائی چارہ جوئی کرنا چاہیے۔ اولاً تو ایسا رواج نہیں ہے
اور اگر ہو بھی تو احکام خداوندی کے مقابلہ مین بیکار ہے۔ بعض نظائر بھی میرے موافق ہین۔
انشاءاللہ مین ضرور کامیاب ہون گی۔

یہ بات بھی میری سمجھ مین نہین آتی ہے کہ جبکہ لڑکون کو حصول تعلیم و کسب معاش کے
مواقع عام طور سے حاصل ہین اور وہ ہر کام باہر نکلکر بآسانی کر سکتے ہین جس سے اپنے
اخراجات پورا کرکے روپیہ پس انداز بھی کر سکتے ہین تو وہ خدا جانے اسقدر تنگ خیال
کیون ہوگئے ہین کہ والدین کے فرمانے اور خدا و رسول کے احکامات ہونے پر بھی بہنون یا لڑکیون کی
حق تلفی روا رکھتے ہین۔ غالباً مال و دولت کی محبت اخراجات کی زیادتی اور آمدنی کے ذرائع کا محدود
ہونا اور اس علم کی کمی جو دنیا و آخرت کی منزلین خوبصورتی سے طے کراتا تھا اسکا باعث ہے
ورنہ یہ حالت بعض مسلمان خاندانون کی ہرگز نہوتی کہ ادھر تو ترکہ دیکر ہنود کی تقلید کیجاتی ہے
ادھر بہنون کے یہان آکر رہا جاتا ہے اور انکی سسرال کے مال پر نظر ڈالی جاتی ہے حتی کہ زر نقد یا
زیور وغیرہ بہنون سے لیکر خورد برد کرنے مین بھی تکلف نہین ہوتا ہے ایسی صورت مین اپنے حقوق کا
تحفظ کرنا حتی الامکان ضروری تصور کرتی ہون۔

بعض اصحاب یہ کہتے ہین کہ اتنا اچھا ہے کہ خاموشی اختیار کیجائے اسکو مین بھی جانتی ہون
کہ خود اپنی خواہش اور رضامندی سے کوئی کسی دوسرون کو نفع پہونچانا کار ثواب ہے مگر اس
ترکہ کے معاملہ مین اسکا خیال کرنا بد اطوارون اور سود خوارون کو دلیر بناتا ہے

جو بیجا ہے۔ ایثار کا موقع ہو تو جس کو نفع پہونچانا مقصود ہو اُسکے طرز عمل پر ہمیشہ غور
کرنا پڑتا ہے جو انسان خود اپنے خاندان کے وقار۔ ذاتی خودداری۔ عزت و آبرو کا پاس
اور اعزّہ کا خیال نہ رکھے بلکہ بدوضعی بداطواری اختیار کرے اور جو مستحق ہمدردی
نہیں ہیں اُن کو اپنا سرمایہ دیکر آپ خود محروم ہوجائے اُس کا ساتھ دینا خود دیدہ و دانستہ
مورد عتاب اہل خاندان و مبتلائے عذاب ہونا ہے آپ یا تو میرا ساتھ دیجئے یا معقول دلائل
سے مجھے سمجھائیے۔

جواب کی منتظر فدویہ۔ عقیلہ بیگم۔

(۱۳)

از بمبئی۔ انیس و غمگسار رفیق و دلنواز سلامت۔

بعد شوق بازدید واضح ہو کہ تمھارا محبت نامہ عین انتظار میں آیا حالات معلوم
ہوئے۔ تمھاری یہ شکایت کہ میں تنہا ہوں اور سب کو تمھارے پاس چھوڑ دیا ہے۔ تم
بچوں کی پرورش کا کام کرو یا اُن کی تربیت و تعلیم کا انتظام کرو۔ یہ بات منصفانہ نہیں ہے
اس امر پر اگر تم دوبارہ غور کروگی تو تم کو اسے ترمیم کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہ امور اظہر من الشمس
ہیں کہ زن و شو کی اولاد مشترک۔ مال مشترک۔ عزت و آبرو مشترک اور پھر اشتراک معمولی
نہیں بلکہ اُسکی اسقدر ترقی ہوتی ہے کہ دونا بار خدا اعتبار کیا جاتا ہے۔ ع

"تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری"

پھر بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ مجھے تمام امور کا احساس نہ ہو مگر میری ملازمت

اور تعیناتی نے مجھے مجبور کیا کہ جس سے تمپر زیادہ بار پڑ گیا۔ بہتر ہے کہ استقلال سے کام لو۔ مستورات کا صبر و ثبات قدم مشہور ہے۔ تم اُن صفات کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ مین بے فکر نہین ہون۔ انشاءاللہ عنقریب کسی مناسب مقام پر میرا تبادلہ ہو جائیگا۔ جہان اسکول بھی ہوگا۔ اسوقت تم سب کو اپنے پاس طلب کرلون گا۔ اطمینان رہے۔ تمھاری تحریر نے مجھے تشویش مین ڈالدیا۔ خدا جانے اب عورتین اپنی ذمہ داری کا کام انجام دینے مین اسقدر جلد کیون پریشان ہوجاتی ہین۔

کیا امور خانہ داری اور بچون کی پرورش کا کام بھی اب مردون کے فرائض مین داخل کردینے کا خیال ہے اور تم اسکو مناسب تصور کرتی ہو۔ تم نے تو تعلیم بھی پائی ہے اور کتب بینی بھی کی ہے۔

ابتک یہی دستور ہے جو نہایت مناسب اور قابل ستایش ہے کہ مرد بیرونی فرائض انجام دے اور عورت اولاد کی پرورش اور گھر گرہستی کے کام کرتی رہے۔ اسی رواج سے ہمارے گھر کی زندگی قائم ہے اور یورپ والے ہماری اس حالت پر رشک کرتے ہین۔ ہماری مستورات اپنے اندرونی معاملات خانہ داری کی کلیتاً مالک و مختار ہین اور اس خوبی سے اپنا کام اور خانگی امور کا انتظام کرتی ہین کہ تھوڑی سی آمدنی مین اپنے آرام کا سامان مہیا کرکے گذر اوقات کرتی ہین اور بچون کو قابل سے قابل مرسلین بناتی ہین۔ اُنکی تربیت و تعلیم کا بہت کچھ دارومدار ماؤن پر ہے کیونکہ لڑکے لڑکیون کا بیشتر وقت شروع سے انھین کے پاس صرف ہوتا ہے۔ مان اُنکی بہتر معلمہ ہے۔

کیا تم اپنے یہان کی روایات بھول گئین۔ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کس طرح تجارت وغیرہ کے فرائض ادا کئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کس کس

نوع سے اپنے گھر کا کام انجام دیا اور اولاد کی پرورش اور تربیت و تعلیم مین حصہ لیا ہو
حضرت عائشہ صدیقہ کی مکمل سوانح عمری تمھارے سامنے ہے اسکے علاوہ تم نے
ماشاء اللہ و لبیدہ سلطانہ. رضیہ سلطانہ. چاند بی بی. خولہ بنت ازور. نورجہان. سلطان جہان
زبیدہ خاتون. ایلی زابتھ و کٹوریہ. کیکئی. دمینتی. سرسنی و سیتا وغیرہ کے بھی حالات
پڑھے ہین.

آخر وہ صفات اپنے چھوٹے سے گھر کی سلطنت مین کیون نہ برتو اور لڑکے لڑکیون
مین وہ روح جس سے دنیا مین ان عورتون اور انکی اولاد کا نام ہوا کیون نہ پیدا کرو.
اور بنی نوع انسان کی خدمت کے طریقے ان کو کیون نہ سکھاؤ اور خود اسی برگزیدہ
ہستیون کی تقلید کرکے کیون نہ اپنے گھر کو خوشی و خرمی کی منزل بناؤ

تم نے میری ہمشیرہ عزیزہ کے یہان جانے کا سبب بھی دریافت کیا ہے اور اپنے
حقوق جو مجھپر ہین یاد دلائے ہین بفضل خدائے تعالی مین دلون کے رشتہ و حقوق سے
کسی قدر واقف ہون. جہان تمھارا حق مجھپر بی بی کے رشتہ سے ہے وہان میری ہمشیرہ عزیزہ کا
حق بھی مجھپر ہے.

کیا تمھارا یہ خیال ہو کہ شادی ہوتے ہی اور میان بی بی کا لقب پاتے ہی لڑکا اور لڑکی
اپنے تمام تعلقات آپس ہی مین محدود کرکے باہم گذر اوقات کرین اور ان آرزو بھرے ہوئے دلون
بہنون اور بھائیون کی تمناؤن کی ذرہ برابر بھی خیال نہ کرین جنکے ساتھ بچپن سے لیکر بی بی کی
آمد سے قبل تک رہے سہے اور بعد ازان بڑے ہوکر اس دنیا کی گاڑی مین جوت دیے گئے یا

کیا اس امر کا خیال تم کو نہین ہو کہ دنیا عالم اسباب ہے اور بغیر ایک دوسرے کی مدد کے یہان کامیابی دشوار ہے۔ اگر تم جانتی ہو تو تم ہی مجھے منصفی سے بتلاؤ کہ ان بہن بھائیون اور اعزہ سے بڑھکر اور کون سے رفیق دنیا مین ہم کو بآسانی مل سکتے ہین جو مثل زمانہ گذشتہ کے ہمارے آئندہ زمانہ مین بھی کام آسکتے ہین اور ہمارے ممد و معاون ہو کر ہماری ترقی کا باعث ہوتے رہین میرے نزدیک تو دنیا مین والدین کے بعد بہن ہی کی ایک ایسی شخصیت ہے جو بھائی کی سچی بہی خواہ اور ہمدرد ہوتی ہے۔ ان خیالات کے ہوتے ہوئے میرا فرض تھا کہ مین اُس کی لڑکی کی شادی مین شریک ہو کر نیک کامون مین امداد دون اور چونکہ وقت کم تھا اسوجہ سے بالا بالا چلا جانا پڑا اور تم سے مفصل تذکرہ نہین کرسکا تم کو اسکا ملال نہ کرنا چاہئے مین تم کو بھی مشورہ دون گا کہ تم بھی اپنے میکے والون کے ساتھ بہتر طرح برتاؤ کرو اور اُن کو حتی الامکان خوش رکھو۔ مجھے اس سے بہت مسرت ہوگی لیکن میرا اور تمھارا فرض دلی یہ ہو کہ میرے تمھارے اتفاق سے جو ایک نیا گھر بنا ہے اُسکے ترقی دینے کو بھول نہ جائین اور نہ بیجا روش اختیار کرنے والے بھائی بہنون یا عزیزون کا خواہ مخواہ ساتھ دین محبت کا جا سے استعمال کرنا ہمارا فرض نہین ہونا چاہیئے تاکہ دنیا مین خدا اور رسول کے بتلائے ہوئے طریقہ پر چلکر ہم خود اپنا نمونہ پیش کرسکین اور ہمارا نباہ جہان ہمارے لئے ہماری نجات کا باعث ہو سمجھ لیں کو دعا۔

حمید احمد شفقی عنہ

(۱۴)

از الہ آباد　　　　جناب عمو صاحب مکرم و محترم مدظلہ العالی

بعد بجا آوری مراسم آداب فدویانہ گذارش ہے کہ حکام کے ملنے مین مجھے بوجہ عدم واقفیت آداب ملاقات ایک دوز بڑی دقت کا سامنا ہوا اُسوقت مجھے خیال آیا کہ مین آنجناب کو کسی ایسی کتاب کا نام لکھکر ارسال فرمانے کی زحمت دون جس سے حکام سے ملنے کے طریقے معلوم ہوسکین۔ لیکن میری عدیم الفرصتی مانع کتابت رہی آج کار سرکار سے کسی قدر فرصت ملی ہے تو عریضہ ہذا ارسال خدمت فیضدرجت ہے اگر کوئی کتاب آپکی لائبریری مین ہو تو وہ برائے چندے ارسال فرمائیے ورنہ کسی کتاب کے نام سے تو ضرور ہی مطلع فرمائیے تاکہ خود مطبع سے طلب کرسکون۔

کوتوالی مین تعیناتی ہونے سے روزانہ حکام سے سابقہ رہتا ہے اور میرے سررشتہ پولیس مین کام یہان زیادہ ہے۔ پولیس کی ملازمت نہایت ذمہ داری کی ملازمت ہے۔ اسمین ہر وقت خطرہ کا اندیشہ رہتا ہے۔ پبلک سے امداد کم ملتی ہے بلکہ طرہ یہ ہے کہ دوسرے محکمون مین تو افسران و اہلکار ایکدوسرے پر اعتماد کرتے ہین اور اتفاق و اتحاد قائم رکھتے ہین لیکن میرے محکمہ مین اسکے برعکس عملدرآمد ہے اللہ تعالیٰ ہی محفوظ و مامون رکھے تو ملازم اسمین ترقی کرسکتا ہے ورنہ قدم قدم پر ٹھوکر کھانے اور قعر ذلت مین گرجانے کا اندیشہ رہتا ہے۔

اب تک میرے حکام مجھسے خوش ہین اور مین تحقیقات مین ہمیشہ اصلیت کا پتہ لگا کر سچے ملزم ہی کا چالان کرتا ہون۔ ابتدائی غلطی اور بے قصور شخص کو پکڑنے کے مواخذہ کا حسب ہدایات آنجناب مجھے برابر خیال رہتا ہے باقی خیریت۔ رشید کو دعا۔　　احقر نہال احمد۔

(۱۵)

از فتح پور۔ برخوردار خوشحال نہال احمد سلمہ اللہ الصمد۔

بعد دعائے ترقی درجات واضح ہو کہ تمھاری تحریر سے حالات معلوم کر کے اطمینان ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب تم کو خود دنیاوی معاملات کا تجربہ کافی ہو رہا ہے بہت سی باتیں جان گئے ہو اور آئندہ جانو گے۔ اگر تم کو کتاب کی واقعی ضرورت ہے تو جناب برادر معظم صاحب کو تحریر کرو تاکہ مکان سے مطلوبہ کتاب تمھارے پاس کسی عزیز کے ساتھ چلی آئے۔ دو چار ضروری امور جو میرے ذہن میں آئے اُن سے تم کو اطلاع دیتا ہوں۔

حکام سے اُسی معاملہ کا ذکر کرو جسکا تم ثبوت دلسکو۔

نگفتہ ندارد کسے باتو کار ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

حکام جسقدر دریافت کریں اُسی قدر جواب سمجھ کر دو۔ اور جس زبان میں حاکم گفتگو کرے اُسی زبان میں بصورت واقفیت تم بھی جواب دو تاکہ خلاف تہذیب نہ متصور ہو۔ اگر وہ زبان تم نہ جانتے ہو تو صفائی سے اُس کا اظہار کر دو۔ جبکہ گفتگو ہو رہی ہو تو اُسی زبان کے الفاظ حتی الوسع استعمال کرو جس میں باہم بات چیت ہو رہی ہے۔

حکام بالا کے سامنے جب کبھی جانے کا اتفاق ہو تو عموماً سیاہ کوٹ یا کسی صوفیانہ رنگ کی اچکن زیب بدن کر کے اور جوتا ٹوپی صاف پہن کر اور رومال جیب میں ڈال کر جاؤ۔ ملاقاتی کارڈ موجود ہو تو اُس کے ذریعہ سے ورنہ اردلی سے

طریقہ دریافت کرکے اطلاع کراؤ۔ جب سامنے جاؤ۔ اپنی تہذیب کے مطابق کھڑے ہو
اگر وہ خود بیٹھنے کا اشارہ کریں تو بیٹھو ورنہ کھڑے کھڑے جو ضروری امور
ہوں اُن کو بیان کرکے حکم یا ہدایت حاصل کرلو۔ اپنے ماتحتوں کو خوش
رکھنے کی کوشش کرتے رہو۔ دوسروں کی بُرائی حتی الوسع مت کرو۔ اپنے
کام کے متعلق واقفیت کلی حاصل کرکے ملاقات کو جاؤ۔ مگر بلا ضرورت مت جاؤ۔

"قرب سلطان آتش سوزان بود"

اگر حکام خود طلب کریں یا تم خود ضرورت محسوس کرو تو نہایت احتیاط سے
جملہ امور پر غور کرکے ملاقات کرنے جاؤ۔ اور بعد ملاقات واپس آکر راز کے امور
کسی سے خلاف منشاء حاکم ہرگز ہرگز نہ بیان کرو۔ کاغذات سرکاری کی جانچ
پڑتال برابر کرتے رہو۔ کوئی سرکاری حکم برائے تعمیل آئے تو اُسے جلد تر مکمل کرکے
واپس کردیا کرو۔ خدا کو ہمیشہ یاد کرتے رہو۔ کوشش بلیغ انجام کار میں
ضرور کرو۔ مگر نتیجہ کو خدا پر چھوڑ کر اُسکے ٹھیک ٹھیک ہو جانے کی اللہ سے
دعا کرتے رہو۔ باقی خیریت۔

طفیل احمد

از ملاوان۔ جناب ماموں صاحب قبلہ دام ظلکم۔

بعد تسلیم بصد تعظیم عرض ہے کہ آج ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی اور
جناب بھائی مجید احمد صاحب کی تندرستی خراب رہنے کا ذکر آیا۔ نہایت توجہ سے
حالات سن کر فرمایا کہ کسی تعطیل میں اُن کو یہاں طلب کر لیا جائے تاکہ بخوبی دیکھ
بھال کر علاج تجویز کیا جائے۔ طحال کے بڑھنے کا سبب تپ کو بتایا۔
قیام تندرستی کے لئے طالب علم کو جن امور کا خاص خیال رکھنا چاہیے
وہ حسب ذیل فرمائے۔

بغیر کافی اشتہا کے کھانا نہ کھائے۔ قبل کھانا ختم کرنے کے اس کا
اندازہ کرے کہ کسی قدر بھوک باقی ہے۔ اور کھانے سے دستکش ہو جائے
تاکہ زیادتی غذا سے طبیعت پر گرانی نہ ہو۔ بقول مولانا فرید الدین عطارؒ۔

روز کم خور گرچہ صائم نیستی ۔ بہ مخور آخر بہائم نیستی

علی الصباح بعد نماز فجر اور شام کو بعد نماز عصر ہوا خوری کو
اپنا معمول بنائے۔ اور کھلی جگہ میں ٹہلے۔ اگر دو تین میل چلنے کی مشق
جاری رکھ سکے تو تندرستی کے لئے زیادہ مفید ہے۔ کم عمر طالب علم کو
آٹھ گھنٹے اور زیادہ عمر والے کو چھ گھنٹے سونے کی عادت ڈالنا چاہیے
شب میں کھانا کھانے کے بعد چہل قدمی کر کے سونا چاہیے۔ تاکہ کھانا تحلیل

ہونے مین آسانی ہو۔

سوتے وقت سر کھول کر اور منھ یعنی لب بند کر کے سوئے۔ دن مین بھی دوپہر کے بعد دماغی کام کرنے والے کو آرام کرنا مناسب ہے۔ شب مین چراغ یا لالٹین وغیرہ دور رکھ کر آرام کرے اور جہان زیادہ آدمی سوتے ہون وہان نہ سوئے۔ بلکہ حتی الوسع علیحدہ کمرے مین لیٹے۔

بستر اور پہننے اوڑھنے کے کپڑون کی صفائی کا خاص خیال رکھے۔ پلنگ کی چادر میلی ہوتے ہی جلد جلد تبدیل کرتا رہے۔ شیرینی کے بجائے میوہ یا پھل پختہ اور تازہ کھاتا رہے۔ خام یا زیادہ پکا ہوا پھل نہ استعمال کرے

پانی شیرین اور صاف پیے اور درمیان مین ذرا رُک رُک کر پیے یکبارگی زیادہ نہ پی جائے کہ شکم متحمل نہو سکے۔

حقہ یا کسی نشئی شے کا استعمال مضر صحت ہے۔ نشہ انسان کو بے خبر بنا دیتا ہے۔ اس سے ہمیشہ پرہیز کرے۔ چائے قہوہ بھی کچھ مفید چیزین نہین ہین۔ شراب اور افیون تو بے انتہا نقصان دہ ہین۔ اسی وجہ سے شراب کو تو قطعی اسلام مین حرام ہی کر دیا گیا ہے تاکہ مسلمان اس کو منھ ہی نہ لگائین۔

جانورون مین بکرے کا گوشت چڑیون مین بٹیر کا گوشت ترکاریون مین شلجم۔ دالون مین ارہر کی دال یہ سب مفید صحت ہین۔

بعض احباب کی خاطر سے کسی خراب عادت کا اختیار کرنا کمزوری طبیعت کا

باعث ہوتا ہے۔ ایسی صحبت سے جو مخرب اخلاق ہو طالب علموں کو ہمیشہ دور رہنا چاہئے۔ صحبت کا بڑا اثر انسان پر پڑتا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند۔

معروضہ۔ احقر یونس علی۔

(۱۷)

از نینی تال۔

جناب فیضمآب مکرمی مولانا صاحب دام مجدکم۔

بعد بجا آوری رسم عبودیت ملتمس خدمت بابرکت ہوں کہ جناب نے مجھ سے دربارۂ فسادات باہمی اہل اسلام و اہل ہنود دریافت فرمایا ہے کہ آیا فرو ہو گئے یا ابھی سلسلہ باقی ہے۔ ان معاملات کی فی زمانا عجیب حالت نظر آ رہی ہے۔ گو خدا کا شکر ہے کہ اسوقت سکون ہے مگر کسی کو اطمینان نہیں ہے انسان زمانۂ جاہلیت میں نادانی سے ایکدوسرے کو اپنی خودغرضیوں کے لئے ہلاک کرتا رہا۔ مگر تعلیم کی ترقی۔ تہذیب کا عروج اور مذہب کا رواج ہوتے ہی یہ جذبہ سرد پڑ گیا۔ اور بیشتر انسان اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت دینے میں مصروف ہو گئے۔ خود تکلیف اٹھانا اور دوسروں کو آرام پہونچانا اُن کا شیوہ ہو گیا۔ لیکن ذرائع اطمینان ذاتی پیدا ہونے پر پھر اُس کی طبیعت نے پلٹا کھایا۔ اور بلبل بٹیر۔ مرغ۔ مینڈھے ہاتھی اور

اور شیر کو باہم لڑانے لگے۔

صرف اپنا اور اپنی ہمجنس کے تحفظ کا خیال زیادہ مد نظر رہا۔

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند　　　کہ در آفرینش ز یک جوہر اند

چو عضوے بدرد آورد روزگار　　　دگر عضوہا را نماند قرار

کا پاس کرکے باہمی تصادم کو خلاف انسانیت تصور کرتا رہا اس زمانہ میں انسانی طبیعت دورنگی اختیار کئے ہوئے ہے اور حضرت انسان کو دو گروہوں میں تقسیم کئے ہوئے ہے۔

ایک گروہ اسقدر ذی حس و رحمدل ہے کہ حیوانات جمادات و نباتات تک کو ذی روح ثابت کرکے ان میں سے بعض بعض کی پرستش تک کر رہا ہے اور انسان میں نور خدائی کو شریک بتلا کر اُس کے سامنے گردن عبودیت جھکا رہا ہے اور جو خدمت کسی روح کی اُس سے بن آتی ہے اُسکے انجام دینے کو اپنا ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔

دوسرا گروہ اُسکے برعکس اپنی خودغرضیوں کے خیال سے قتل و غارت کی جنگیں بپا کرکے اپنے ہمجنس تک کو فنا کرنے پر آمادہ نظر آتا ہے تاکہ خود سب پر غالب آکر کرۂ ارضی پر بآسانی عمل کر سکے اور کرا سکے اور کوئی مزاحمت نہ کرے۔ یہ ہنگامے آج دوسرے گروہ کے افراد کے خیالات کی جلوہ آرائیاں ہیں اللہ تعالی اپنے بندوں کو پیدا اور زیور علم سے آراستہ کرکے بہبودی خلائق

اور تحفظ نوع انسانی کے کام لینا چاہتا ہے۔ مائین اپنا خون جگر ملاکر اُن کو پرورش کرتی ہین اور سیکڑون ارمان اُن سے وابستہ رکھتی ہین لیکن افسوس انھین انسانون کا ایک گروہ خود اپنے ہمجنس انسانون ہی کی تباہی و بربادی کا درپے ہوجاتا ہے۔

یہ گمراہ گروہ اس غرض کے حصول کے لئے تاریخ کو توڑ مروڑ کر ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ سے لڑانے کے لئے آمادہ کرتا رہتا ہے اور بجائے اسکے کہ چین اور آرام کی زندگی بسر کرکے مفید کام کرے۔ فضول تضیع اوقات و پریشانی کے اسباب پیدا کرتا رہتا ہے جسکی وجہ سے رعایا تو رعایا اب گورنمنٹ عالیہ کو بھی فکر قیام امن و امان لاحق ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس گروہ گم کردہ راہ کو ہدایت و ہوادہ فلاح و بہبود کے نیک کام انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسوقت مسلمانون کا فرض ہے کہ اپنی حفاظت کیلئے قانون سے کام لین اور بجز خدا کے دوسرون سے امداد کے خواہان نہ ہون اور صبر و تحمل کیساتھ خود اصلاح طبائع کا کام کرین اور سب کے لئے خیر و برکت کا باعث بنین۔

مسلم ستی بے نیاز از غیر شو   اہل عالم را سراپا خیر شو

خوف و ہراس کو پاس نہ آنے دین۔ اللہ تعالیٰ نے نیک عمل اور خوش اخلاقی قائم رکھنے کیواسطے ان کو آجتک دنیا مین قائم رکھا۔ اور آئندہ بھی وہی ان کے نیک چلن رہنے پر ان کا محافظ حقیقی رہیگا۔

فانوس بنکے آپ حفاظت ہوا کرے   وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

عرفان حق اور خدمت خلق اللہ ہر مسلمان کا فرض ہے اور دیگر اقوام سے حسن سلوک

اور رواداری کا برتاؤ کرنا مسلمانوں کا شعار رہا ہے یہی طرز عمل آج بھی مناسب و موزون ہے
اس تدبیر سے یہ فتنے انشاء اللہ جلد نیست و نابود ہو جائینگے۔ اور اتحاد و اتفاق کی ہوا
چلنے لگے گی جسکے بغیر ترقی کے مدارج طے کرنا محال ہے۔

نیاز مند۔ نذیر احمد عفی عنہ

(۱۷)

عنایت و کرمفرمائے من زاد لطفہٗ

از باندہ۔

السلام علیکم، مزاج شریف۔ منشی دلاور علی صاحب کی تحریر سے واضح ہوا کہ
جس جائداد کا معاملہ مجھ سے اور آپ سے طے ہو گیا تھا اور بیعانہ بھی دیدیا گیا تھا۔ اب اس کا
بیعنامہ تحریر کرنے اور رجسٹری کرانے میں آپکو پس و پیش ہو رہا ہے کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ والدہ صاحبہ اس
جائداد کی علیحدگی کے خلاف ہیں نانہالی جائداد ہے کبھی یہ سنا جاتا ہے کہ اس بیعنامہ کے کرنے سے
آپ میں اور آپکے بھائیوں میں نااتفاقی کا اندیشہ ہے اور وہ خود اُس جائداد کو لینے کا ارادہ ظاہر
فرماتے ہیں کبھی یہ خبر مشہور کیجاتی ہے کہ دین مہر مقدم ہے اُس کی ادائی آپ کی بی بی صاحبہ
اسی جائداد سے چاہتی ہیں صاحب یہ باتیں سُن سُن کر مجھے افسوس ہوتا ہے۔ ان امور کا
تو آپکو زر بیعانہ لینے سے پہلے سوچ لینا چاہئے تھا۔ اب یہ باتیں بے سود ہیں میں
مجبور ہوں کہ حسب مشورہ منشی دلاور علی صاحب تکمیل معاہدہ کی نالش کرا دوں۔ لیکن نالش
کرنے سے پیشتر ایک مرتبہ اور تحریر ہذا ارسال کرکے آپکی توجہ اس معاملہ کی جانب مبذول

کراتا ہون۔

وعدہ کرکے انحراف کرنا خلاف تعلیم اسلام ہی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر بزرگان دین نے وعدہ کو خاص وقعت دی ہی اور ایفاء وعدہ کی تاکید فرمائی ہی آپ سمجھ بوجھ کر نادان نہ بنیئے بلکہ۔

دست وفا در کمر عہد کن تا نشوی عہد شکن عہد کن

اس کے خلاف عمل کرنیسے میرے اور آپکے تعلقات مین فرق آئیگا۔ عدالت مین خدا جانے آپکا کیا بیان ہو اور مجھے کیا کہنا پڑے میرے اور آپکے گواہون مین بھی اختلاف ہونا یقینی ہے۔ یہ آپکو معلوم ہے کہ مین اصل معاملہ سے متجاوز نہون گا۔ اور میرے گواہ وہی اصحاب ہون گے جو معاملہ طے ہونیکے وقت موقع پر موجود تھے۔

نالش مین کورٹ فیس طلبانہ وکیل کا محنتانہ اور دیگر اخراجات مین روپیہ ابتدا ہی مین صرف ہو جاتا ہی خواہ مقدمہ چلے یا مصالحت ہو جائے۔

جو روپیہ آپنے لیا ہی اور جو فضول آئندہ صرف ہوگا اسکی ادائی بھی .... آپکی ذات و جائداد ذمہ دار ٹھہریگی۔ اگر مقدمہ خدانخواستہ چلا اور میرے سچے گواہون کے مقابلہ مین آپکے ساختہ پرداختہ گواہون کو عدالت نے باور کر لیا اور معاہدہ کالعدم ہو گیا تب بھی آپکی کوئی بڑی جیت نہو گی۔ کیونکہ حق میری جانب ہوگا۔ اور عدالت کی غلط فہمی سے گو مقدمہ خلاف فیصل ہو گا مگر قصبہ کے معزز اصحاب کی ہمدردی حسب علم واقعات میرے ساتھ ہو گی۔ اور میرا ضمیر میری کوشش مصالحت کے بعد مطمئن ہوگا۔ کوشش کرتا

میرا کام ہوگا نتیجہ کا عالم الغیب خدا ہی ظاہرا مقدمہ جیتنے کی امید تو بلحاظ حق و انصاف مجھی کو ہے۔ کیونکہ عدالت اصلیت سے واقف ہوتے ہی فوراً انشاء اللہ مجھے ڈگری دیگی اور آپکے دباؤ یا آپکی مروت سے آپکے گواہون نے اگر کوئی غلط بیانی کی یا آپنے راستی کو ہاتھ سے دیا تو ممکن ہے کہ کوئی اور مقدمہ حلف دروغی کا بھی چل جائے۔

چونکہ فریقین مسلمان ہوں گے اور بے عنوانی کسی کی جانب سے ہونے پر اسلامی تعلیم کے خلاف ورزی ہوگی اس کا الزام جس پر عائد ہوگا اُسکی اپنے رائے مین بدنامی ہوگی۔ لہذا آپ جملہ پہلوؤن پر کافی غور کرنیکے بعد ایک ہفتہ کے اندر مجھے اپنے صحیح ارادے سے مطلع فرمائیے اگر اس زمانہ مین جواب آیا تو خاموشی سے یہ نتیجہ اخذ کرنا پڑیگا کہ آپ مجھے نالش کرنے کیلئے مجبور کرتے ہین اور عدالت مین مقدمہ دائر کرانیکے سوا اور کوئی طریقہ تصفیہ باہمی کا آپ پسند نہین فرماتے۔ یہ چند سطور بھی افسوس کیساتھ تحریر کر رہا ہوں۔ معاف فرمائیے گا آپکا طرز عمل اس تحریر کا باعث ہوا۔

صاحب ایک وہ زمانہ تھا کہ اہل اسلام مین حسب سنت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ زبان زد خاص و عام تھا ع "گر سر برود از سر پیمان نروم" اور اسپر عمل بھی ہوتا تھا بعدازان زمانہ نے پلٹا کھایا اور طبائع مین تغیر رونما ہوتے ہی مثل بھی تبدیل ہو گئی۔ چنانچہ مستورات کو مستثنی کرکے ضرب المثل مشہور ہوئی "قول مردان جان دارد" اور صرف مردون کے معاہدے کئے ہوئے آئین مستند قرار دئیے جانیلگے لیکن اسپر بھی اکتفا نہ کیا گیا۔ بالآخر بعد چندے اور اختراع کی گئی اور "خوئے بد را بہانہ ہا بسیار" کے مطابق حیلے حوالے تلاش کرنا شروع

کئے گئے! جب طبیعت اپنی دشواری و معذوری کا اظہار کرکے اہل معاملہ کو تسلی و تشفی دیکی اور سمجھایا جانے لگا۔ بھائی "وعدہ آسان ہے وعدہ کی وفا مشکل ہے" خیر یہان تک تسکین دینے کے لئے غنیمت سمجھا جاتا تھا مگر غضب تو یہ ہے عرض وہن کا ذکر کیا یان سرہی خائب ہو گیا ہے" معاہدہ کرنے اور معیا مہ کا روپیہ حاصل کر لینے کے بعد کہتے ہین کہ کیا وعدہ...... بغیر رجسٹری شدہ اقرارنامہ سے معاہدہ ثابت ہی نہین ہو سکتا۔ وہ وعدہ تو محض روپیہ کی ضرورت اور دفع الوقتی کیلئے کیا گیا تھا! آجکل کا مقولہ ہی طرز عمل کا آئینہ ہے آج یہ کہا جاتا ہے کہ ع "وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا"۔ معاذ اللہ اسلامی تعلیم کو اس بے سروپا بحث سے کیا تعلق۔ ایسے خیال کے اصحاب کے بارہ مین یہ کہنا غیر واجبی ہوگا کہ ع "برین عقل و دانش بباید گریست" وعدہ کرنا اور الفاظ انشاء اللہ سے اس کو مضبوط کرنا پھر قانونی راہ نکال کر انحراف و گریز کی کوشش کرنا خود جھگڑے پیدا کرکے تباہی کا سامان کرنا نہین تو کیا ہے! آپ سے ہرگز ایسی امید نہین کیونکہ وعدہ و معاہدہ کی حقیقت سے آپ بخوبی واقف ہین۔ جواب شافی سے جلد شادکام فرمایئے گا۔

منشی دلاور علی مجھے مجبور کر رہے ہین کہ مین مختارنامہ عام بنا پر پیروی مقدمہ لکھ دون وہ دعوی سے کہتے ہین کہ ڈگری میری ضرور ہوگی ع "مجھ سے وہ بچ کے جائینگے ایسے کہان کے ہین" لیکن مین مختلف خیالات کی بنا پر نیز مراسم باہمی و اخراجات مقدمہ اور طوالت کو پیش نظر رکھ کر نالش کو ٹال رہا ہون۔

غالبًا اس کا علم آپکو کافی ہوگا کہ مقدمہ بازی مین کرورون روپیہ آجکل اڑ رہا ہے

اگر یہ قوم کبھی اچھے کام ترقی تعلیم وغیرہ مین صرف ہوتین تو اہل ہند کی حالت ہی تبدیل ہو جاتی۔ عہد شکنی۔ دروغگوئی اصل بنائے فساد ہوتی ہے۔ وعدہ کا وفا کرنا، اور سچ بولنا تمام مذاہب مین ضروری ہو مگر چونکہ مذہبی تعلیم جو نیت و ارادہ کو درست کرتی ہی پس پشت پڑ گئی ہو اسوجہ سے اخلاقی حالت پست ہو اور دنیا کی پریشانی مین اضافہ ہو رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ سبکو ہدایت نیک دے اور ان معاملات کو حسب دلخواہ باہمی مصالحت سے طے کرا دے۔

آپکا خیر اندیش۔ حمید احمد

(۱۸)

از میرٹھ۔ جناب پیر و مرشد دستگیر روشن ضمیر دام مجدکم۔

بعد بجا آوری مراسم بندگی گذارش ہی کہ اس مرتبہ معلوم ہوا کہ حضور والا نے مختلف مقامات کا سفر فرمایا اور اکثر مریدون کے خیالات کی اصلاح فرمائی۔ ع

"برین مژدہ گر جان فشانم رواست"

جناب نے غور فرمایا ہوگا کہ بعض امرا کو کوٹھی بنوانے فرنیچر مہیا کرنے اور عیش و عشرت کا سامان بہم پہونچانے مین کسقدر انہماک ہو اور اسکے برعکس عبادت خدائے تعالیٰ اور خدمت خلق اللہ سے کسقدر غفلت و بے پروائی ہو جبکہ خدا کی خوشنودی کے بجائے حواس خمسہ کی فرمانبرداری مسلمان ایسی برگزیدہ قوم نے اختیار کر لی ہو تو اسلامی کام کیون نہ ابتر ہون۔ ہمیشہ کا مقولہ اکبر کا یہ شعر ہے۔

رکھئے نمود و شہرت و اعزاز پر نظر   دولت کو صرف کیجئے اور نام کیجئے

انمین سے اگر کوئی قوت باصرہ کے خوش کرنیکے پیچھے پڑجاتا ہی تو بس کوٹھی مین
نوع نوع کا خوبصورت سامان صحن مین قسم قسم کے درخت پودے رنگ برنگ پھولون کے گملے سجاتا ہے
اور اپنا تمام عزیز وقت اور عرق ریزی سے کمایا ہوا روپیہ اسی شوق کے نظر کردینا اپنا فرض اور
اپنی ناموری کا باعث سمجھتا ہے۔

بعض قوت سامعہ کے ایسے دلدادہ ہوتے ہین کہ مختلف قسم کے پند عمدہ سے عمدہ باجے
اور راگ رنگ کے اسباب بہم پہونچاتے طوائفون کے پھندے مین پھنس جاتے اور اپنی زندگی کو گھن لگالیتے
ہین جسکا خمیازہ اولاد تک کو بھگتنا پڑتا ہی۔

اگر کسی نے قوت ذائقہ کی خوشنودی حاصل کرنا شروع کردی تو بس اعلیٰ سے اعلیٰ
پھلون میوون۔ کھانون اور شربتون کے کثرت سے امراض کسب پیدا کرلیتے ہین۔ اور
باورچی سے ہر وقت اچھی سے اچھی غذا کی فرمایش ہے اور اُدھر حکما سے بدہضمی کی شکایت
ہورہی ہے اور کبھی غذا کا شکوہ ہی۔

کوئی صاحب اگر قوت لامسہ کے شکار ہوجاتے ہین تو پھر کیا ہے نرم سے نرم ریشمی کپڑے
گدگدے سے گدگدے بستر اور کمانی دار پلنگ اونی کمبل ولایتی رگ عمدہ سے عمدہ دوشالون کا
مہیا کرنا اور اُن کے استعمال کا عادی ہونا اپنی زندگی کا معیار بنا لیتے ہین اور
دولت ضائع کرکے بیکارون کی مدمین اضافہ کرتے ہین جس کا نتیجہ بالآخر
کف افسوس ملنا ہوتا ہے۔

بعض قوت شامہ کے اسقدر بیدار بنجاتے ہین کہ ہر وقت اصغر علی صاحب کے کارخانہ کا عطر، جونپور کا تیل، غازی پور کا گلاب خوشبودار پھولونکی موجودگی ضروری خیال کرتے ہین اور اعتدال سے گذر کر خود اپنی پریشانی کا باعث ہوتے ہین۔

غرضکہ فی زمانہٗ خدا کے بندے ظاہر احواس خمسہ کے بندے ہوئے ہین اس سے میرا مقصد خدانخواستہ یہ نہین ہو کہ عمدہ خوبصورت اشیا کا دیکھنا اور نظر کو تقویت دینا عمدہ آواز سننا اور فن موسیقی کو قائم رکھنا۔ بہتر غذا کھانا، اور جسم مین طاقت پیدا کرنا نرم کپڑے استعمال کرنا اور جسم کو آرام پہونچانا، اچھا عطر سونگھنا، اور مسنون عمل کا نباہنا کلیتاً مسلمان ترک کردین۔ نہین نہین ہرگز نہین بلکہ میرا منشا صرف یہ ہو کہ وہ محض عیش و عشرت کے سامان فراہم کرکے غفلت کی زندگی بسر نہ کرین۔ اور عرفان حق و خدمت خلق اللہ کے فرائض کو نہ بھولین۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا مین خلیفہ بناکر خیر و برکت و عبادت کیلئے بھیجا تھا نہ اسکے لئے کہ اُنکی اولاد اپنی نفسانی خواہشون کا شکار ہوجائے۔ آج ہم مسلمانونکی حالت جو اعتدال سے گذری ہوئی ہے اور جسکی وجہ سے ہماری ذلت و رسوائی ہورہی ہو اُس کی اصلاح کرنا اور بلحاظ ترقی پر قوم کو لیجانا خاصکر پیرزن امیرزن اور رہنمایان قوم کا فرض ہے۔

اپنی قوم کی اصلاح و ترقی مین روپیہ صرف کرنا یا امینٹ اور گارے اور رنگ ریون اور بیجا خوشامدون مین دولت اُڑانا ہی غلط اُصول ہین جنکی جانب بخوش اسلوبی اہل خرد ت۔ صاحب مقدرت اور قابل اصحاب کی توجہ مبذول کرانا ہم سب کا کام ہے۔

"ع نمک باید لے اندازہ باید"۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کی عملی زندگی نیز شاہان اولوالعزم و بندگان دین اکابر قوم وغیرہ کی سوانحعمریان اور قرآن شریف اور حدیث کی تعلیم ہماری نظر کے سامنے رہنا چاہیے تعلیم مذہبی کے بعد دیگر علوم کی تعلیم حاصل کرنا اور ترقی کرنا خوب ہوگا تاکہ دنیا و عقبیٰ کا رشتہ قائم رہے۔

اُمید ہی کہ آئندہ دور میں حضور والا اپنے مریدین کی توجہ ایسی باتون کی جانب سے ہٹا کر جن سے قوم کی بربادی مقصود ہو اور فساد پھیلنے کا اندیشہ ہو عمدہ کاروبار تجارت و صنعت و حرفت اور کاشتکاری کے کام کرانے اور علمی درسگاہین کھولنے اور مفت تعلیم دینے کی طرف پھیر دینگے تاکہ اہل دل کو بھی فائدہ پہونچے اور خلق اللہ کا بھی کام چلے۔ خاص مُریدین کے لئے انشاء اللہ یہ شعر برائے ہدایت کافی ہوگا۔

خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر ۔۔۔ زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

زیادہ حد ادب۔ احقر العباد۔ حمید احمد

(۱۹)

از اجمیر شریف
یکم مارچ

مصدر لطف و کرم جناب بارسٹر صاحب زاد لطفکم

بعد شوق حصول نیاز ملتمس خدمت عالی ہون کہ آپکا نوازشنامہ صادر ہوکر کاشف حالات ہوا۔ یہ آپنے خوب تحریر فرمایا کہ پردہ کوئی ضروری چیز نہین معلوم ہوتا ہے بیگم صاحبہ کو باغ کی سیر کرنے تھیٹر کا تماشہ دیکھنے اور بازار کی اشیا خریدنے مین پردہ اُٹھا دینے سے

بہت سہولت ہوگی نیز مختلف اصحاب کے ملنے جلنے مین جو آپکا وقت صرف ہوتا ہو اُس مین بھی بیگم صاحبہ کو احباب سے ملنے کا موقع دینے سے کفایت ہوگی بنیز لین آبانی سطے ہوسکین گی جناب بیگم صاحبہ کی آمادگی کا حال بھی آپنے خوب تحریر فرمایا ہے کہ جناب موصوفہ آپکے خیالات سے متفق ہین اور جدید فیشن اختیار کرنیکے شوق مین اپنے دراز گیسو فیشن کے نذر کر چکی ہین اور لمبے کلیون دار پائجامے کے بجائے نئے طرز کا ٹخنون تک جامہ زیب بدن کرنا شروع کر دیا ہے نیز باغ کی سیر مین برابر شریک رہتی ہین۔

ایک طرف آپکا اور نیز جناب بیگم صاحبہ کا اس طرح کے خیالات کا اظہار ہے اور دوسری طرف جناب معلی القاب بیگم صاحبہ بھوپال کے ورود مسعود علی گڑھ کے موقع پر تقریر نصیحت آمیز اور مستورات کی حالت کو اعتدال سے نہ گذرنے دینے کی تاکید عجیب کشمکش ہے جسمین فی زماننا آزاد خیال مسلمان پڑے ہوئے ہین مجھے معلوم ہوتا ہو کہ ان خیالات کے قلمبند کرنے سے پیشتر آپنے اور نیز جناب بیگم صاحبہ نے وہ علیگڈھ کی متذکرہ بالا تقریر نہین ملاحظہ فرمائی اور نہ دیگر ایسے اخبارات پر نظر پڑی جنمین اسلامی مضامین شائع ہوتے رہتے ہین ورنہ جدید فیشن کے اختیار کرنے مین اسقدر گرویدگی و دلدادگی ہرگز نہوتی۔

آپ ذرا مہربانی فرماکر پردہ کے متعلق جو کچھ کلام مجید حدیث شریف و کتب مصنفہ بزرگان دین مین تحریر ہو اُسکے معلوم کرنے کی کوشش فرمائیے۔ یکایک کسی امر کا خیال آتے ہی اگر بغیر سوچے سمجھے عمل بھی شروع کر دیا جاتا ہے تو اکثر کام

بگڑ جاتا ہے اور دنیا و عقبیٰ دونون مین انسان کی خرابی ہوتی ہے جو جس مذہب والے
خاندان مین پیدا ہوا ہو اُس کا فرض عین ہو کہ اپنے مذہب اور رسوم سے واقف ہو اُسکے
بعد دیگر ملکون کی رسُوم سے بشرط فرصت و ضرورت واقفیت حاصل کرے۔ پھر
اگر جی چاہے تو دونون کا مقابلہ کرنیکے بعد جو بہتر طریقہ معلوم ہو اُسے اختیار کرے
وہی اصُول و طرز زندگی اختیار کرنیکے قابل ہین جو احسن و محمود ہون اور جن سے
دنیا و عقبیٰ بنتی ہو۔

اسلام نے باہر تو باہر گھر مین بھی مختلف اعزہ سے پردہ کرنے اور اُن سے دور رہنے
کی تاکید کی ہو محض ظاہری صوُرت چھپانے کی نہین بلکہ آواز نکالنے پر بھی قید لگائی ہے
اور محرم نا محرم کی تفصیل کی ہے۔ بعض بعض اعضا کے سوا اور تمام جسم چھپانے کی مستورات کو
خاص طور سے فہمائش کی ہے۔ کلام مجید مین سورۂ نور کی تلاوت فرمائیے۔ آنکھ جو جذب
خیر و شر کا سر چشمہ ہے اُس کو خدا نے پپوٹون سے بند کر لینے اور پلکون کے خارون سے
محفوظ رکھنے کے گر بتلائے ہین اسلام نے عورت تو عورت مرد تک کو نیچی نظر رکھنے کی تاکید
کی ہے اور اتفاقیہ نظر پڑنے کے سوا ارادتاً غیر عورت کو نظر بھر کر دیکھنے کی ممانعت کی ہے
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المؤمنین تک کو مکان کے اندر ہی رکھنا
پسند فرمایا صحابۂ کرام و شاہان اولوالعزم کا اسی مسلک پر عملدرآمد رہا۔ قدیم شرفائے
اسی طریقہ کی پیروی کی اور آج بھی بڑے شہرون کی بہ نسبت قصبات مین زیادہ تر اسی
پردہ کا رواج ہے۔ اور ماشاء اللہ تندرستی و کاروبار و تعلیم مین کوئی فرق نہین ہے۔

گذشتہ زمانہ کے مسلمانون نے درویشی و شاہی دونون قسم کی زندگی بسر کی ہے۔ صلح و آشتی اور باہمی رواداری کی دنیا مین اپنا آپ نمونہ رہے ہین اور جنگ و جدل لڑائی جھگڑے مین بھی اپنی مثال قائم کر گئے ہین۔ ہم کو جدید طرز معاشرت کی تلاش کرنے اور اُسے اختیار کرنے کی ضرورت نہین ہے۔

افسوس یہ ہے کہ نہ ہم اسلامی کتابین دیکھتے ہین اور نہ اسلامی زندگی کی تقلید کرتے ہین۔ محض مغربی طریقون۔ آزادیون۔ فیشنون اور نمائشی سامانون کے فریفتہ ہوتے جاتے ہین۔

اکبر مرحوم نے بے پردگی سے روکا ہو اور طنزیہ فرمایا ہے۔

این زنان ہمت مردان بہمین محدود است	زنے از پردہ برون آید و کارے بکند
پردہ اُٹھ جانے سے اخلاقی ترقی قوم کی	جو سمجھتے ہین یقیناً عقل سے خارج ہین وہ

جن قومون نے آج آپکے سامنے اپنے نئے فیشن پیش کر کے آپکی آنکھون کو خیرہ کر دیا ہے اُنھین کے برگزیدہ اصحاب اس زمانہ طرز زندگی سے نالان ہین مگر کچھ بنائے نہین بنتی —— مجبوراً سب دیکھ رہے ہین۔ آج اصلاح کا کام اگر کوئی کر سکتا ہے تو وہ مسلمان ہی کر سکتے ہین۔ جنکے سامنے انبیا علیہ السلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید احادیث بزرگان دین کی بہترین تعلیم اور طرز معاشرت کے بکثرت نمونے موجود ہین۔

بعض مسلمان یہ فرماتے ہین کہ دیگر آزاد اسلامی ممالک مین ایسا پردہ نہین ہے

زمانۂ سلف میں بعض مستورات جنگ میں شریک ہوکر داد شجاعت دیچکی ہیں اور فوجی
خدمات انجام دیکر ناموری حاصل کرچکی ہیں - پھر ہندوستان میں ایسا کیوں نہ کیا جائے
اور پردہ کو بالائے طاق کیوں نہ رکھدیا جائے۔

ان خیالات کی بابت عرض ہے کہ ہر ملک کی حالت جداگانہ ہوتی ہے اور موقع و
محل خاص کی بات ہی اور ہے جہاں سخت پابندی پردہ کی ہے وہاں ایسے موقع پر جبکہ
گھر میں آگ لگ گئی ہو- آبرو و عزت خطرہ میں ہو- جان محفوظ نہ ہو، بے پردہ
ہونے میں بھی قباحت نہیں ہے- جن ممالک میں پردہ نہیں ہے وہاں اہل ملک کی
اپنی حکومت ہے- اپنا قانون اور اپنا طرز معاشرت رائج ہے- اسکے علاوہ آبادی عام سے
بیشتر آبادی تعلیم یافتہ ہے لہذا اُن کی ملکی و مذہبی حالت و ضروریات خاص ممکن ہے کہ عورتوں
کے بے پردہ ہونیکی مقتضی ہوں - مگر کہاں وہ مجبوریاں اور تحفظ عزت و آبرو کی ضروریات
اور کہاں آپکی سیر و تفریح اور جدید فیشن کی اتباع کا شوق - ع

" ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا "

جناب بیرسٹر صاحب کتب اسلامی دیکھکر اپنے اور جناب بیگم صاحبہ کے خیالات کی
اصلاح فرمائیے - زندگی چند روزہ ہے- وہ کام کیجئے اور کرائیے جس سے قوم کا فائدہ ہو اور
دنیا و عقبیٰ نہ بگڑے۔

تصویر کا ایک رُخ دیکھ کر دوسرے پہلوؤں سے بیخبر نہ ہوجائیے -

ہندوستانی مستورات کے لئے یورپ کی تقلید قطعی نامناسب، وہاں کے طریقوں کو

خدانخواستہ اختیار کرنا شر و فساد کا دروازہ کھولنا ہی. زن زمین اور زر جیسا زمانہ سابق
آج بھی جھگڑون کا باعث ہین. زمین اور زر کے جھگڑے ہندوستان مین کیا کم ہین جو
عورتون کو عام آزادی دیکر آپ یہان کے فسادات مین اضافہ کرنا چاہتے ہین اپنی
اور نیز مسلمانون کی حالت پر رحم فرمائیے۔

پردہ سے واقعی ہزارون فائدے ہین اور لاکھون بانو نیز پردہ پڑا ہوا ہی مستورات
کی شرم و حیا اسی سے قائم ہے اور خانہ داری کا انصرام اسی کے طفیل مین ہو رہا ہے۔
بچون کی پرورش سہولت کیساتھ اسکی بدولت ہو رہی ہے۔ اسی وجہ سے۔

نور اسلام نے سمجھا ہی مناسب پردہ ۔۔۔ آگ اور گھانس کے مابین ہی حائل پردہ

اسکے ترک کرنیسے احتراز کیجیے اور جناب بیگم صاحبہ کو سمجھا کر باز رکھیے۔

اب رہا بال ترشوانے کا جدید فیشن یہ جنگ یورپ کی پیداوار ہی چونکہ وہان پردہ
غائب ہی تھا. وقت نازک آن پڑا تھا اور کام دوران جنگ مین بکثرت تھے جان تک
خطرہ مین تھی اسوقت فوجی خدمت انجام دینے کے لئے ایسی مستورات نے بال کٹوائے
جن کو میدان جنگ مین جانا پڑا. ضرورتاً اس لئے کیا گیا کہ کنگھی چوٹی کے بکھیڑے
اور زلف دراز کی الجھن سے آزاد ہو کر خدمت قوم مین بخوبی پورا وقت صرف کیا
جائے. اس طرز کو بعد چندے یورپ کی مستورات نے اپنا فیشن بنا لیا جس کی
جلوہ گری میم صاحبان نے ہندوستان مین کی اور اسکی کورانہ تقلید بلا ضرورت بعض
ہندوستانی مستورات نے کی.

جناب ملاحظہ فرمائیں۔ یوروپین لیڈیون نے تو ضرورتاً ایسا کیا اور بعض ہندوستانی مستورات نے محض شوقیہ جدید فیشن اختیار کیا۔ یہ محض اسلامی تعلیم سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ مسلمانون کی ہر حالت کے لیے اسلام مین ہدایت موجود ہی چنانچہ مردون کی سی شکل بنانے اور اُن کا سا طور طریقہ اختیار کرنیکی مستورات کو اسلام مین ممانعت ہے حدیث شریف مین ہے۔ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ یعنی خدا کی لعنت ہے اُن عورتون پر جو مرد کی مشابہت کرتی ہین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتون سے سخت نفرت کا اظہار کیا ہی۔

رہی جب نہ چوٹی نہ زلفِ دراز — بھلا مرد و عورت مین کیا امتیاز
خدا اپنا فضل و کرم کر عطا — رکھین سر پہ چوٹی رہین باحیا

جناب بیگم صاحبہ کی عجلت جدید فیشن کے اختیار کرنے مین خرابیان پیدا کرتی ہے جناب ممدوحہ سے میری جانب سے عرض کیجیے گا کہ قدیم طرز زندگی ترک کر کے اپنے اور دوسرون کے لئے آفت نہ برپا کرین بلکہ وہ طرزِ عمل اختیار کرین جو شایان شان اہل اسلام ہے

فتنۂ محشر نہ چونکے چال اس انداز کی — گھر سے باہر تک نہ جائے یہ ترے آواز کی

اگر کسی تعطیل مین موقع ملا تو انشاء اللہ مین خود حاضر خدمت عالی ہو کر دیگر قباحات جو پردہ نہ ہونیکی وجہ سے یا پردہ ترک کر دینے سے ہوئے اور جو آئندہ ہو سکتے ہین عرض کرونگا اور جدید فیشن سے جو خرابیان پیدا ہو گئی ہین اور جنکا آئندہ احتمال ہے وہ بھی گوش گذار کرونگا۔ میری بات ماننے نہ ماننے کا آپ صاحبان کو اختیار ہے۔ ع

ع "بر رسولاں بلاغ باشد و بس"

لیکن میرا تو یہ خیال کیا ایمان ہی کہ ہماری نجات اسلامی طریقون پر عمل کرتے ہی سے ہو سکتی ہے۔

خیر اندیش۔ قدیم خادم رسول

(۲۰)

از لکھنؤ — محب مخلص دوست صادق زاد لطفہٗ

بعد اشتیاق حصول نیاز واضح رائے محبت پیرائے ہو کہ آپکا الطاف نامہ ابھی ڈاک سے موصول ہو کر کاشف حالات ہوا اس خبر کو سنکر مسرت بے اندازہ ہوئی کہ آپنے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے چوبیس (۲۴) برس کی عمر مین ایم۔ اے پاس کر لیا۔ آپنے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ اب دو ضرورتین آپکو درپیش ہین۔ ایک اچھی تنخواہ کی ملازمت افسرانہ حاصل کرنا۔ دوسری شادی خانہ آبادی کے لئے خوبصورت مالدار شریف خاندان و تعلیم یافتہ بی بی کی تلاش کرنا اور ان دونون کے متعلق میری راے و دیانت کی ہم کو آیا اور تلاش معاش کی فکر سے نجات حاصل کیجائے یا اس سے پیشتر اپنی شادی خود کسی ذی ہنر یا با اثر صاحب جاہ کے یہاں حسب دلخواہ لڑکی سے کر لیجائے اور اگر ان کی اچھی تعداد سے عقد ہو جائے تو کیا ہی ہم خرما و ہم ثواب کی مثل صادق آئیگی یا نہیں آپکے یہ خیالات بعد کامیابی امتحان درجہ ایم۔ اے پڑھ کر اور سرشتہ تعلیم کے

اعلیٰ عہدہ داران کی تقریرین اخبارات مین دیکھکر ونیز امتحان مقابلہ جو بنا بر حصول ملازمت قائم ہوئے ہین۔ اُنکی کیفیت سُن کر میری طبیعت پر عجیب اثر پڑا۔ اللہ تعالیٰ نوجوانون کا انجام بخیر کرے۔ بیشتر اصحاب کا یہ خیال تھا کہ بچے کو نو دس برس کی عمر مین علیگڈھ بھیجدو وہان سے لڑکا بعد چند سال مرد میدان بنکر آجائیگا اور ہمارے ہر شعبۂ زندگی مین ہمارا ممد و معاون بنیگا۔

چنانچہ بعض ظہور وارڈ مین بعض انگلش ہاؤس مین طالب علم کو داخل کراکے اُسکی تعلیم و تربیت سے مطمئن ہو جاتے تھے صرف اخراجات ماہواری بھیجدینے کا خیال رہتا تھا کہ روپیہ حسب ضرورت طالبعلم کے اخراجات کا وقت پر مہیا رہے اور جب تکمیل علم ہو جاتی تھی تو کسی نہ کسی صیغے مین سفارش کراکے ملازم کرا دیتے تھے۔ پھر اپنے خاندان یا کسی احباب کے خاندان سے خود کسی لڑکی سلیقہ شعار ہنرمند علم دین سے ماہر امور خانہ و مراتب رشتہ داری سے واقف کی تلاش کرکے اور باہمی کتابت کرکے لڑکے کا عقد کر دیتے تھے۔ لڑکی والے ضروری اشیاء جہیز مین دیکر اور لڑکی رخصت کرکے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتے تھے اور لڑکے کے والدین بعد چند سے اپنے مکان کے ایک حصہ مین ان میان بی بی کے رہنے کا انتظام کر دیتے تھے۔ ساس بہو کو اپنے رشتہ دارون سے واقفیت پیدا کرا دیتے تھے اور امور خانہ داری کا چارج رفتہ رفتہ بہو کے ہاتھ مین دیکر صرف معمولی نگرانی و عبادت ہی سے سروکار رکھتے تھے۔

اب جدید تعلیم سے جسمین مذہبی تعلیم درستی اخلاق کی نہین ہے اور نئے نئے

خواتین سے ایک انقلاب عظیم کی صورت نظر آرہی ہے۔ بعض کالجوں کے نوجوان طالبعلموں
میں عجیب قسم کی آزادی و نافرمانی پائی جاتی ہے جس سے والدین اعزا و حکام پر خراب
اثر پڑا ہے اس حالت کی صلاح درحل حکومت ہی کرسکتی ہے۔

آپ غور فرمائیے والدین سے زیادہ اپنی اولاد کی بہبودی کا خواہان دنیا میں کون ہو سکتا
اپنی ساری عمر کے مراسم باہمی اور تجربات کے لحاظ سے وہ خود اپنے پیارے بیٹے اور پیاری
بیٹی کی شادی اپنی جفاکشی کی اندوختہ زر کثیر کو صرف کرکے کرتے تھے اور خوش
ہوتے تھے۔ تصویر کا ایک رخ تو واضح ہو گیا ہے۔ اب دوسرا رُخ ملاحظہ فرمائیے

فی زمانہ صاحبزادے صاحب تعلیم کا تکملہ کرتے ہی اپنے حقوق کا فوراً مطالبہ
خود کرتے ہیں یا کسی بے تکلف احباب والدین یا اعزہ سے زور دلاتے ہیں کہ شادی
ان شرائط پر کیجائے۔

ان باتوں کو سنتے ہی بیشتر والدین افسوس کرتے ہیں کہ قدیم اخلاق اور
مذہب اسلام کی تعلیم شروع میں نہ دلانا اس آزادانہ آواز کے بلند ہونے کا
باعث ہوا۔

گورنمنٹ نے پچیس ۲۵ سال کے اندر حصول ملازمت کی قید لگا کر وقت پیدا کر دی
اور ملازمت ہی کو ہم نے معیار ترقی قرار دیکر خود ہی زحمت گوارا کی ہے لہذا سکوت
اختیار کرنا چاہیے میاں خود جہاں چاہیں انتخاب لڑکی کا کریں تاکہ عقد کر دیا جائے
چلو چھٹی ہوئی۔

اس طرح ساری ذمہ داری لڑکے کے سر آپڑتی ہے اور لڑکا جوش
عالم شباب و ناتجربہ کاری سے کسی غیر خاندان کی لڑکی سے عقد کر لیتا ہے
جس کی شرافت اور تعلقات رشتہ داری اور سیرت کا اس کو اس وقت
پتہ ہی نہیں چلتا ہے بعد چندے اولاد ہوئے پر جن جن وقتوں کا سامنا ہوتا
ہے اور شب و روز بدمزاجی و بے ہنری کی وجہ سے جو فضیحت ہوتی ہے اس سے
میاں کو پناہ ہی مانگنا پڑتی ہے بقول سعدی علیہ الرحمہ

زن بد در سرائے مرد نکو ہم درین عالم ست دوزخ او

آپنے خوبصورتی اور تمول پر زیادہ زور دیا ہے اور تعلیم و شرافت کا بھی
ذکر کیا ہے اور چہار امور کی نسبت میری رائے دریافت کی ہے۔

(۱) خوبصورتی کی نسبت تو میرا خیال ہے کہ اسپر زیادہ توجہ ہی کرنا بالآخر
فعل عبث ثابت ہوتا ہے کیونکہ بقول مولانا نذیر احمد صاحب اصل قدر کی چیز سیرت ہے

حسن صورت محض بے رونق ہے سیرت بدون جن گلوں میں بو نہیں وہ خوشنما کب ہوں ہیں

آپنے غور کیا ہوگا کہ خوبصورت سے خوبصورت گلدستہ اچھی سے اچھی عمارت
بہتر سے بہتر ڈائمنڈ کٹ زیور اچھے سے اچھا ساز و سامان نمائش بعد چندے اپنی
چمک دمک گم کرکے معمولی شکل میں نظر آنے لگتا ہے اور اپنی آب و تاب ضائع کر دیتا ہے۔

ہے بہار باغ دنیا چند روز جیسے تو چندی کا میلہ چند روز

جس سفید رنگ کا نام آپ ہمانیاں نے خوبصورتی رکھا ہے محض یہی خوبصورتی

نہیں ہو صباحت کیساتھ ملاحت کا ہونا ضروری ہو. صورت سے زیادہ سیرت خوب کا وجود لازمی ہے۔ اور صورت و سیرت سے زیادہ علم و ہنر و سلیقہ شعاری کو ترجیح دیگئی ہے یہ مقولہ بھی مشہور ہو "ایک نور آدمی ہزار نور کپڑا" مسیر خیدہ بند عضو عضو پر زیور کا اضافہ اور نفیس کپڑوں کا باقاعدہ استعمال معمولی سی معمولی شکل و شباہت میں چار چاند لگا دیتا ہے اور آجکل کے نو ایجاد پاؤڈروں نے تو بڑے بڑوں کو دھوکے میں ڈالدیا ہے۔ پھر آپ نقلی رنگ پر اسقدر کیوں لوٹتے ہین -

(۳) کموں کی بابت یہ عرض ہو کہ شادی کو تجارت قرار دینا اور حصول زر کا ذریعہ ٹھہرانا فعل عبث ہی. بقول سر ڈاکٹر اقبال صاحب -

قوم اپنی جو زر و مال جہان پر مرتی ۔۔۔ بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتی

بعض کا لستہ تصیری اور بہتیرں خاندانوں نے لڑکوں کی شادی کو حصول رقم معتدبہ کا ذریعہ بنایا۔ لیکن جب خود اُن کو اپنی لڑکیوں کے لئے بروں کی تلاش کرنا پڑی تو رو دئیے اور چلا اٹھے کہ یہ بڑی خراب رسم پڑ گئی ہے اسکی اصلاح جلد ہونا چاہئے اور بعض بعض نے قاعدے بنا کر اس رسم قبیح حصول زر کے انسداد کی کوشش کی اور بعض کر رہے ہین -

صرف مادی ترقی اور فراوانی دولت ہماری تسکین و تشفی خاطر قلب کا باعث نہین ہو سکتی ہے بعض بڑے بڑے دولتمند ایسے ہین جو باوجود لکھ پتی ہونیکے ٹھیک کھانا تک نہین کھا سکتے۔ عزیز و اقارب کی دستگیری و کار خیر مین خرچ کرنا تو درکنار

رفاہ عام کے کام کرنا اُن کو اپنے غریب ہوجانیکا خوف دلاتے ہین جسکی وجہ سے
بیشتر لوگون نے ایسی مدون مین روپیہ صرف کرنا ترک ہی کردیا ہو کیا آپکو اسیکے کہ
ایسے مالدار خاندان کا ممبر شادی ہوتے ہی آپکو اپنے کاروبار مال و دولت کا مختار
کردیگا۔

اگر یہ خیال ہو تو اسکے ساتھ ہی اس پہلو پر بھی غور فرما لیجیے کہ ممکن ہی کہ وہ اپنی
لڑکی کو رخصت کردینے کے کچھ عرصہ بعد اپنے بعض اخراجات کا بار بھی آپکے کندھون پر
ڈالدے اور کسی طریقہ سے آپکی ذات کو جلب منفعت کے کام مین لادے اور یہ کوئی
بعید بات نہین ہی کیونکہ بعض اوقات بعض صاحبان کو شوہر بنتے ہی اپنی بی بی کے
خاندان کا بار اُٹھانا پڑا ہے۔

علاوہ برین یہ بھی تجربہ ہوا ہی کہ کبھی کبھی امیر خاندان کی لڑکی نے بی بی بن کر
اپنی امارت کے زعم مین اپنے شوہر کی اطاعت سے منہ موڑا ہی اور اپنے شوہر کے
دل کو جس سے اسکی دُنیا عقبیٰ درست ہوتی اُچاٹ کردیا ہے جسکی وجہ سے میان کو
بہ نسبت قیام مکان کے سفر پسند آیا ہو اور یہ شعر زبان پر جاری رہا ہو۔

تہی پاے رفتن بہ از کفش تنگ   بلاے سفر بہ کہ در خانہ جنگ

لہذا میری دانست مین معمولی و ذی عہدہ صاحب کے یہان نیا رشتہ قائم کرنیکی
خود زیادہ کاوش کرنا بیسود ہو۔

سب مرد میدان بنئے اور اپنے دست و بازو پر نظر رکھیے اور کسب معاش کرکے اپنی

گذر کے علاوہ دوسرے کاشتمندون کے متکفل ہیں۔

بچنگ آر و با دیگران نوش کن   نہ بر سفرۂ دیگران گوش کن

(۴۳) رہا تعلیم کا معاملہ اس سے آپ بخوبی واقف ہین کہ قدامت پسند طبیعتین کلام مجید دینیات معمولی حساب و حفظان صحت سے زیادہ لڑکیون کو تعلیم دینا ضروری نہین خیال کرتے ہین جدید تعلیم کے دلدادون نے جو انگریزی مدارس مثل تعلیم کے لئے قائم کئے ہین انہین آجتک مذاق مسلمانون کے نہ نصاب تعلیم تیار ہوا ہے اور نہ مسلمان شریف عورتون کے انتظام سے وہ چلائے جا رہے ہین جسکی وجہ سے بیشتر شرفا اپنی لڑکیونکو انہین داخل کرنا پسند ہی نہین کرتے ہین۔ پھر آپکے حسب دلخواہ انگریزی دان لڑکی مل چکی۔ اور اگر بفرض محال کسی دیگر اسکول کی انگریزی دان لڑکی ملی بھی تو وہ مغربی طرز معاشرت اختیار کرے گی جس سے تمام عمر کفارہ یا خدا نخواستہ ناک مین دم رہے گا وہ گھر کی ملکہ بن کر مکان مین بیٹھنا انتظام خانہ داری کرنا بچونکی پرورش اور شوہر کے آرام کا خیال رکھنا ہرگز پسند نہ کرے گی۔ بقول اکبر مرحوم۔

حامدہ چمکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی   آج شمع انجمن۔ کل تک چراغ خانہ تھی

اسکو سیر و تفریح سینما اور تھیٹر و دیگر فضول مقامات مین جانے دینگے بہتر ہے کہ جس خاندان سے تعلق پیدا کیا جاوے معمولی تعلیم کے علاوہ اخلاق و سیرت کا خاص خیال رکھا جائے۔

(۴۴) شرافت کی بابت سنئے اسکی رعایت عرب کی ابتدائی لڑائیون مین بھی

پڑھے جاتے تھے۔ عربوں کو نسب پر ناز تھا۔ گو اعمال بیشتر لوگوں کے قبل بعثت حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مذموم تھے۔ آنحضرت نے دعویٰ نبوت
کرتے ہی اُن سارے خیالات کو درہم برہم کر دیا اور صرف تقویٰ و پرہیزگاری و
اعمال نیک کو حسب فرمودہ خدا تعالیٰ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ
معیار شرافت قرار دیا۔ گو معمولی خیال حسب و نسب کا قائم رہا اور ہے مگر بقول سر ڈاکٹر
علامہ اقبال صاحب یہ۔

پر نسب نازاں بودن نادانی ست   حکم او اندر تن و تن فانی ست

اہل خاندان کے طرز معاشرت، تعلیم و حسن اخلاق پر نظر ڈال لینا مناسب ہے
اور خیر الامور اوسطہا پر عملدرآمد کرنا بہتر ہوگا۔

میں تو آپکو یہ صلاح و مشورہ دوں گا کہ اس معاملہ شادی کو آپ اپنے والدین پر
چھوڑ دیجئے تاکہ وہ متوسط درجہ کے ہم پلہ خاندان میں لڑکی تلاش کر کے خود آپکا عقد
کریں اور آپ کسی مقابلہ کے امتحان کی تیاری کر کے اس میں جلد کامیابی حاصل فرمائیے
تاکہ انشاء اللہ یکسوئی حاصل ہو۔ اور "ہم لعل بدست آید و ہم یار نرنجد" کی مثل صادق
آوے۔ اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ۔

نیاز کیش ۔

حمید احمد

شاگرد رشید سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد دعا کے واضح ہو کہ طالب علم کی زندگی محض امتحان پاس کر لینے سے پر لطف نہیں گذرتی ہو تا وقتیکہ وہ سلسلہ کتب بینی نہ جاری رکھے اسکی معلومات میں اضافہ نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ مناسب نہیں کہ صرف امتحان پاس کرنے کے لئے کتابیں پڑھ لیں اور بعض مضامین درسیہ کتب کے رٹ لئے اور امتحان پاس کر لیا۔ اسکے بعد کورس کی کتابیں تک تقسیم کر دیں اللہ اللہ خیر صلاّ۔ نہ کتابیں ہونگی نہ پڑھنا پڑیگا۔ اسکے برعکس تعلیم یافتہ انسان کا فرض ہے کہ کتب بینی کا سلسلہ تاحیات مستمر جاری رکھے۔

مطالعہ کے لئے بعد تحقیق عمدہ اخلاقی کتب کا انتخاب کرنا ہر شخص کے لئے لازمی ہے جس قسم کی کتابوں کے پڑھنے کا آدمی کو شوق ہوگا اسی کے مطابق اسکی نسبت دوسرے رائے قائم کریں گے۔ انتخاب کتب میں بڑے احتیاط کی ضرورت ہے کتب بینی کا انسان پر بڑا اثر پڑتا ہے۔

ہمنشینی بہ از کتاب مجو   کہ مصاحب بود گہہ و بیگاہ

تلاوت ام الکتاب پر یہ مضمون کسی نے خوب تحریر کیا ہے اسکو تمھارے اور دیگر طلبا کے استفادہ کے لئے درج ذیل کرتا ہوں۔

"اے میری سچی غمگسار، میری تنہائی کی مونس، رنج و راحت کی شریک،

میری ادیب، میری مددگار، میری کتاب، تیری دلداری و غمگساری پہ میں نثار،
ہر حرف تیرا غنچہ ہے، اور ہر لفظ تیرا گلدستہ، تیری لوح اور جدول سبز رخسار کے خط و خال سے
زیادہ دل آویز ہے تیرے مصحف رخ کی زیارت مسرت خیز و نشاط انگیز ہے۔ تو ارشاد و ہدایت کا
چشمہ ہے اور نیکی و پاکیزگی کا سرمایہ، تو علم کی کان ہے اور اخلاق کی جان، فرع اور اصل،
عقل و نقل کا تو خزینہ ہے، اور سلف کی تحقیق و معلومات کا گنجینہ، تیری شعاع نے دماغ کو
روشن اور عقل کو مزین کیا، آدم خاکی تیری بدولت اشرف المخلوقات ہوا، تو محرم راز
و مخزن اسرار ہے، تو ہمارے بزرگوں کی دماغ سوزیوں کی بہترین یادگار ہے، تو مظاہر قدرت کا
نسخہ، اور زمانہ کی نیرنگی کا مرقع، ازل تیری ابتدا اور ابد تیری انتہا ہے، تو ایزد شناسی کی
بسم اللہ ہے، اور معرفت الٰہی کا ذریعہ، تو نے ذات باری کی وحدت ظاہر اور منصف حقیقی
کی معدلت عیاں کی، خدا پرستی و خدا ترسی تو نے سکھائی، کارساز کریم کی کارسازی و
مشکل کشائی تو نے بتائی، اسکی شان جلالت کی دلیل اور اسکے دریائے رحمت کی سبیل تو نے
دکھائی تو خدا کا کلام اور اس کا پیام ہے تو نبائے رسل و ختم رسل ہے تو رسالت کی برہان قاطع
اور نبوت کی دلیل ساطع ہے تو خدا کا بیش بہا تحفہ، ہادی برحق کی قوت بازو اور ہماری رہنما ہے
تو وہ برگزیدہ امانت ہے جسکی نبی آخر الزماں نے تا دم واپسیں حفاظت کی اور بوقت وصال
تیری نگہداشت کی تاکید و وصیت کی، دین کی قلمرو آج تیری جاگیر ہے، تو دنیا کی مملکت کی
تیرا سرمایہ ہے، فضائے بسیط کا بسط و امتداد، کواکب کا جولان و حرکت، بحر مواج کی روانی، کرہ نار کی آتش
فشانی، عناصر کی تعدیل و ترکیب، عالم دنیا کی تکوین و ترتیب، موالید ثلاثہ تیرا دیباچہ ہے،

نسل انسانی کے بانی بابا آدم و ماما حوا کا بہشتی زندگی بسر کرنا، آب و گل دنیوی میں پھنسنا
دنیا کو دلہن کی طرح برتنا اور ویرانہ جہان کو اپنے آل عیال سے بسانا تیرا مقدمہ ہی، بنی آدم
کی ابتدائی اوقات گذاری، انکی عملی زندگی، تدریجی ترقی، اصلاح معاشرت، انبیا کی
حقیقت اور قانون قدرت سے واقفیت تیرا ورق ہے، موجودات دنیا و کائنات عالم پر
انسانی قبضہ، تاریخ ازمنہ سابقہ اور قرون مختلفہ کی تو یادگار ہی، تو ہر علم کی عامل اور
ہر فن کی کامل ہی، تواریخ عالم تیرا ایک صفحہ اور اگلی قوموں کا عروج و زوال تیرا خاکہ ہے
عروس دنیا کی رنگینی و زمانہ کی بوقلمونی تیرے دم سے، حسن کی ہنگامہ آرائی و عشق کی کارفرمائی
تیرے قدم سے ہے، تیرا ہر افسانہ عبرت خیز اور ہر فسانہ حیرت انگیز ہے، شداد کی جنت کی
کیفیات، سکندر اعظم کی فتوحات، خضر کا آب حیات تیرا دلبر فسانہ ہی، لیلی و مجنون کے
جذبات و شیرین فرہاد کے عشق کی واردات تیرا ازلی کرشمہ ہی، اصلاح تیرا کام ہے، اور
مفتاح تیرا نام ہی،

تیری مدد سے کرنیوالا استفادہ حاصل کرنا چاہے تو غور و خوض کرے دیکھے کہ
کہیں تو دوستوں کی ترتیب کرتی ہے، کہیں دشمنوں سے بچنے کی ترکیب بتاتی ہے، کہیں
جلب منفعت کا گر سکھاتی ہے، اور کہیں دفع مضرت کا افسون پڑھاتی ہے، تو ایام گذشتہ کا
صحیح نقشہ و وقعہ کا [illegible] سرمایہ ہو، تو [illegible] فطرت کی ترجمان ہی، تو اس ہراس
میں تسکین و تشفی دیتی ہی، اور عیش و نشاط میں اعتدال کی تاکید کرتی ہی، تو آسایش و
گیتی کی تفسیر اور خواب راحت کی تعبیر ہے، تو سیرین کو [illegible] ہم،

تو عقل و فکر کی تکمیل و ذہن و جودت کی صیقل ہے، تو لڑکپن کی شفیق و جوانی کی اتالیق
اور بڑھاپے کی رفیق ہے، کوئی تیری فصاحت پہ مائل اور کوئی تیری بلاغت کا قائل ہے
تیرا ہر لفظ اخلاص کے کیوڑہ مین بسا ہوا ہے اور تیرا ہر نقطہ عطر محبت مین ڈوبا ہوا ہے
تیرے قدر شناس صفحۂ ہستی پہ ہمیشہ رہینگے، تیرے دلدادہ تیرے دامن فیض کو کبھی
نہ چھوڑینگے، "اے چشم بصیرت کی روشنائی، شکستہ دلی کی مومیائی، میری لیلائے
معانی تیری زلف گرہ گیر کا مین اسیر ہون، میری جان میری ایمان، جبتک دم مین دم ہے
تو میرے ساتھ رہ، اور مرنے کے بعد بھی، میری پیاری قرآن شریف تو ہی میری وسیلۂ
نجات ہے۔"

انسان کو اوج ترقی پہ لانے کے لئے کتب بینی کو اپنا شعار بنانا، اسکے لئے وقت
نکالنا اور اس کے نیک مشورہ پر عمل کرنا ضروری ہے، عمدہ کتاب سے زیادہ کوئی عزیز
یا دوست سفر و حضر مین ساتھ نہین دے سکتا ہے۔

این چنین ہمدمے رفیق کہ دید — کہ نرنجید و ہم نرنجانید

کتاب خرافات ناول اور فضول قصہ و کہانی کی کتابین بیمطلب ہین اور نہ وہ
قابل دید ہین۔

کتب لائق تلاوت و مطالعہ کلام مجید۔ بزرگان دین شاہان اولوالعظم کے کارنامے
مشاہیر جہان کی سوانحعمریان ہین اور علمی ادبی، حدیث و فقہ اور سائنس کی کتابین ہین جنکا
پڑھنا مسلمانون کے لئے مفید ہے اور ان کا نہ پڑھنا مضر و باعث تنزل ہے امید کہ تم

مطالعہ کتب کا خاص خیال رکھو گے اور انتخاب کتاب مین مصنف کے بارے مین ہمیشہ تحقیق سے کام لیکر اچھی کتابین خریدو گے اُنھین پڑھ کر درستی اخلاق و اصلاح کار دُنیا و عقبیٰ کرتے رہو گے۔ ” ع بس کنیم و زیرکان را این بس است “

دعاگو۔ حمید احمد

آغاز عبرت انجام

یاد ایام کہ رونقِ دہِ اسلام تھے ہم — ماحیِ کفر تھے ہم کاسرِ اصنام تھے ہم
موردِ وحی تھے ہم منزلِ الہام تھے ہم — حکمرانِ حلب و روم و رے و شام تھے ہم

حسنِ اخلاق سے دُنیا کو سنوارا ہم نے
ڈوبتی ناؤ کو دریا سے اُبھارا ہم نے

دل نہ ہوتا تھا کبھی مائلِ راحت طلبی — لب پہ رہتی تھی دُعائے سحر و نیم شبی
ہم میں ملتے تھے سب آئینِ رسُولِ عربی — تھی کہاں پردۂ اسلام میں بولہبی

بندۂ خود غرضی تھے نہ ریاکار تھے ہم
حاملِ منزلتِ احمدِ مختار تھے ہم

فتنہ پرور نگہِ دہر تھی تاڑا کس نے؟ — کفر معبُود کی بستی کو اُجاڑا کس نے؟
قصرِ قیصر پہ نشانِ فتح کا گاڑا کس نے؟ — بابِ خیبر کو تکان دیکے اُکھاڑا کس نے؟

کون تھا تیغِ دو دم جس کے لئے آئی تھی؟
کس کے بازو میں یہ کس تھا یہ توانائی تھی؟

خوف خالق سے کبھی لرزہ براندام حزین — کثرت سجدہ سے زخمی کبھی ہوتی تھی جبین
ضعف سے ٹوٹ نہ سکتی تھی کبھی نان جویں — تھی مگر وسعت افلاک و زمین زیر نگین

تھا ہر اک نقش قدم اپنا جواب خورشید
کھینچ دیتی تھی کشش دل کی طناب خورشید

فخر تھی پیروی آل پیمبر ہم میں — عشق تھا فرد میں حسین و حسن قائد رہبر ہم میں
تھی کبھی سیرت سلمان و ابوذر ہم میں — تھا کبھی دبدبہ حمزہ و جعفر ہم میں

دین اسلام کے اک بار حجازی ہم تھے
رہرو جادہ سلطان حجازی ہم تھے

رات دن ہم پہ چڑھائی رہی غداروں کی — سرنگوں [illegible] صف میں عزاداروں کی
راہ الفت میں چلے دھار پہ تلواروں کی — زندہ جاوید ہوئے [illegible] میں تلواروں کی

دین سے سلسلہ زیست کو جوڑ لیا
حصن اسلام کی بنیاد کو مضبوط کیا

اب وہی ہم ہیں کہ ہیں دین سے اپنے بیزار — باعث فخر ہے پابندی وضع اغیار
نہ وہ رفتار ہماری ہے نہ ہے وہ گفتار — نہ وہ آئین ہمارے ہیں نہ ہیں وہ کردار

لٹ گئی دولت [illegible] فقط تھا پاس نہیں
قوم کیا چیز ہے مذہب کا جب احساس نہیں

اب نہ قرآن سے مطلب نہ پیمبر سے غرض — نہ مساجد سے تعلق ہے نہ منبر سے غرض

جادۂ شرع سے کچھ کام نہ رہبر سے غرض — حسبِ منشا جو کیے، ہوا ہی خود سر غرض

جان دیتے ہیں فقط دولتِ دُنیا کے لیے

خدمتِ قوم بھی ہے عزتِ دُنیا کے لئے

نہ وہ بلبل نہ وہ نغمے نہ وہ گلہائے چمن — نہ وہ جذبات، نہ وہ جوش نہ وہ حبِ وطن

نہ وہ سیرت، نہ وہ صورت، نہ وہ اخلاقِ حسن — نام کو ہاتھ میں ہے آلِ عبا کا دامن

اُس کی عزت کا بھی کچھ پاس نہیں ہے ہم کو

اپنے کردار کا احساس نہیں ہے ہم کو

بے حس ایسے ہیں کہ آفاق میں مشہور ہیں ہم — سرکش و غافل و پر فتنہ و مغرور ہیں ہم

اب یہ عالم ہے کہ درماندہ و مجبور ہیں ہم — الغرض مرکزِ اصلی سے بہت دور ہیں ہم

علم کا شانۂ آباد نہیں ہے ہم کو

وضعِ اجداد بھی اب یاد نہیں ہے ہم کو

سر میں وہ ہوش نہیں قلب میں وہ نور نہیں — تھے جو اسلاف میں اب ہم میں وہ دستور نہیں

زندگی ہم کو بلے خود ہمیں منظور نہیں — رفتہ رفتہ یہ نہیں سمجھیں تو کچھ دور نہیں

دلستم بسکہ بہ تدبیر خود از خانہ سیا

رفت نام و ننگ ز سر خود کا بیا

عزیز لکھنوی

مرا بہ تجربہ معلوم شد حقیقت حال
کہ قدر مرد بہ علم است و قدر علم بمال

حسب ذیل کتب مفید تصانیف ہیں۔ المبین جاہلی۔ کاہلی اور فضول خرچی سے اجتناب کرکے مستعدی، جفاکشی اور کفایت شعاری سے رغبت رکھنے اور سرمایہ موجودہ کو محفوظ کرکے ترقی کرنیکے مشورے دیے گئے ہیں تاکہ مسلمانوں کی بیکاری، اسراف کی اصلاح اور مفید مشاغل کی ضرورت ابتدائے طالبعلمی ہی سے طالبعلم کے ذہن نشین کرائی جاسکے کہ طلبا کو شروع سے جذبات بیجا پر قابو حاصل ہو اور وہ مستقل بنکر اپنی زندگی بسر کرسکیں۔

اب علمی ذوق اور عملی دینداری کا شوق رکھنے والے اصحاب کا فرض ہے کہ بچوں کو جہاں اور مفید کتب دارالمصنفین اعظم گڈھ وغیرہ مطالعہ کرائیں وہاں انکی چاشنی بھی چکھائیں اور طالبعلم کو باعمل بنانیکی سعی فرمائیں۔

علم چندانکہ بیشتر خوانی　　چون عمل در تو نیست نادانی

اصلاح اسلام ۲/ " رسالہ سعید ۴/ " انشا دلہرا ۴/

منشی بشیر احمد قدوائی۔ محلہ حاکم ٹولہ شہر اناؤ ضلع اناؤ (اودھ)